بھادوں کے چاند تلے
(ماہیے)
ڈاکٹر ترنم ریاض
Meer Zaheer Abass Rustmani

نام : ڈاکٹر ترنم ریاض

(۲۰۱۴ سارک ادبی عزاز یافتہ)

تعلیم : ایم اے (اردو) ایم اے (ایجوکیشن)

پی ایچ ڈی (ایجوکیشن) کشمیر یونیورسٹی

تخلیقات

- برف آشنا پرندے (ہندی میں بھی) : ناول
- مورتی : ناول
- فریبِ خطۂ گل : چار ناویلا
- مرارختِ سفر : افسانے
- یمبرزل : افسانے
- ابابیلیں لوٹ آئیں گی : افسانے
- یہ تنگ زمین : افسانے
- بیسویں صدی میں خواتین کا اردو ادب : تنقید و تحقیق
- چشمِ نقشِ قدم : تنقید و تحقیق
- اجنبی جزیروں میں : مضامین
- زیرِ سبزہ محوِ خواب : شاعری
- بھادوں کے چاند تلے : ماہیئے
- پرانی کتابوں کی خوشبو : شاعری
- ہاؤس بوٹ پر تلّی : انگریزی سے ترجمہ
- سنو کہانی : ہندی سے ترجمہ
- گوسائیں باغ کا بھوت : ہندی سے ترجمہ

☆ مشاغل

برقی میڈیا سے وابستگی۔ درس وتدریس۔ تحقیق

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ

He knoweth the unseen and that which is open:

He is the Great, the most High.

بھادوں کے چاند تلے

(ماہیے)

ڈاکٹر ترنّم ریاض

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

© میران پنجابی

یہ کتاب اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے۔
اس کے مشمولات سے اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

BHAADON KE CHAAND TALEY

(Poetry)

by

Dr. Tarannum Riyaz
C-11 Jangpura Extn. New Delhi-110013
tarannumriyaz@gmail.com

Year of Edition 2015
ISBN 978-93-5073-608-1
₹ 150/-

نام کتاب : بھادوں کے چاند تلے (ماہیے)
مصنفہ و ناشر : ڈاکٹر ترنم ریاض
سنِ اشاعت : ۲۰۱۵ء
قیمت : ۱۵۰ روپے
تعداد : ۴۰۰
مطبع : عفیف پرنٹرس، دہلی۔٦

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

انتساب

پروفیسر ریاض پنجابی کے لئے

صدا ، نغمگی، طرز، آہنگ ساز
ترنم کی تکمیل، طاقت ریاض

(ڈاکٹر ترنم ریاض)

فہرست

☆☆

پیش لفظ

اب اپنا یہی سنسار
جائیں کہاں ہم کو
پنجرے سے ہوا ہے پیار

اللہ میاں کے حکم کی تعمیل میں روح، جسم میں داخل تو ہوگئی، مگر پھر اس مسکن کو چھوڑنے کے خیال سے سدا ہی افسردہ رہی۔

ایسا ہی حال لڑکیوں کا بھی ہوتا ہے۔ آزادی چھوڑ پنجرے کی ہو جاتی ہیں اور اُسی کی محبت میں عمر گذار دیتی ہیں۔ سسرال جسے لوگ پیا کا گھر کہتے ہیں اصل میں ساس اور نند کا ہوتا ہے اور مایکا بھابھیوں کا۔

وہ عرصہ جو ایک گھر چھوڑ کر دوسرے گھر کو اپنا کہلوانے کا ہوتا ہے، وہی وہ وقت ہوتا ہے جب کسی کو بابل گاتے سُن کر پہروں آنسو بہتے ہیں اور مائکے میں گذری ہوئی آزاد زندگی ناز و نعم، سہیلیاں، مشغلے اور جانے کیا کیا یاد آ کر اُداس کر دیتے ہیں۔ اور یہ اُداسیاں اور یادیں ہماری زندگی کا حصہ بن کر، ایک مربوط ماضی کی صورت میں ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔

یادیں کبھی دامن نہیں چھوڑتیں یا شاید ہم ہی عمر بھر یادوں کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ ہمارے بچپن کی کچھ یادیں 'بالو ماہیے' کے ساتھ بھی وابستہ ہیں۔

ہر لڑکی کی طرح ہمارا بھی ایک مایکا ہے جو ہمارا گھر تھا۔ جس میں ہمارا ایک

کمرہ تھا۔ کچھ سہیلیاں تھیں۔ گڑیا کھیلنا ہمیں تضیع اوقات معلوم ہوتا تھا۔ مگر ہم سب سہیلیاں مل کر چھوٹے چھوٹے ڈرامے ضرور کھیلا کرتے تھے۔ امّی کی بڑی سی اوڑھنی کا دوتہائی حصہ دوگنا کر کے سر پر یوں باندھا جاتا کہ تیسرا حصہ سامنے چہرے پر برقعے کی طرح لٹکا رہتا رہے اور ٹھمک ٹھمک چلتے ہوئے بڑی ادا سے آدھی نقاب سرکا کر سہیلیوں کو آداب کیا جاتا۔ کبھی مہمان بنا جاتا کبھی میزبان، یا پھر آپی کے اونچی ایڑھی کے سینڈل پہن کر طویل برآمدے میں کھٹ، کھٹ کی آوازیں پیدا کرتے ہوئے چہل قدمی کی جاتی۔

عمر ذرا بڑھی، تو اس سے پہلے کہ سکول، رشتہ داری یا پڑوس میں کوئی لڑکا اچھا لگنے لگتا، ہمیں کتابوں سے عشق ہوگیا۔ گوکہ مطالعے کے شوقین ہم بچپن سے ہی تھے، مگر اب باقی دنیا سے ہمارا تعلق خارجی ہوکر رہ گیا۔ سہیلیاں ہمیں بُلا بُلا کر ہار جاتیں اور ہم ٹال ٹال کر اُن کا دل توڑ دیتے اور اپنا دل افسردہ کر لیتے۔ بس وقتی طور پر کہ ہم نے کتابوں میں ہر سُکھ ڈھونڈ لیا تھا، ہر غم کا مداوا پالیا تھا۔

بہر حال، تو بات بچپن کی ہو رہی تھی۔

ہمارے دادا حضور چوہدری خدا بخش خان کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ ان کے جد امجد چاند محمد خان دلی کے تھے۔ دلی میں ان کے بندوقیں بنانے کے کارخانے تھے۔ اکبر کے نورتنوں میں ایک عبدالحکیم سیالکوٹی تھے جن کی ایما پر چاند محمد خان عرف چنو محمد خان، سیال کوٹ منتقل ہوئے۔ انہوں نے دلی کی ہی طرز پر حویلی تعمیر کی اور یہ گھرانا حویلی والوں کے گھرانے سے منسوب ہوا۔ ان کے ہی نام پر گاؤں چنو محمد بسایا گیا جو بعد کو چنو موم کہلایا۔ زمیندار چوہدری کہلاتے تھے۔ سیالکوٹ کے علاوہ ہماری کچھ جائداد سرینگر میں بھی تھی جس میں دو کشادہ بنگلے اور وسیع اراضی پر مشتمل پائیں باغ تھا۔ اور سوگام کے علاقے میں سینکڑوں میلوں تک پھیلی ہوئی زمینیں۔ دادا حضور نے علیگڑھ سے قانون کی ڈگری لی تھی۔ وہ جموں و کشمیر کے وزیرِ وزارت تھے۔ یہ زمینیں اُنہیں کسی طرف سے عطا نہیں ہوئی تھیں، بلکہ انہوں نے خود خریدی

تھیں کہ اُنہیں الگ الگ مقامات پر زمینیں خریدنے کا شوق تھا۔

ہماری دادی جان سیدزادی تھیں اور ان کا وطن جالندھر تھا۔ ان کے والد سیّد نصیر احمد پیشے سے ڈاکٹر تھے۔ تقسیمِ ہند کے وقت وہاں مسلمانوں کی تعداد اچھی خاصی تھی جواب نہیں ہے کہ یہ علاقہ تشدد کا بری طرح شکار ہوا تھا۔

ہمارے والد چوہدری محمد اختر خان کی تعلیم سینٹ جوزف بارہ مولہ میں ہوئی اور بعد میں وہ گورڈن کالج راول پنڈی سے گریجویشن کر کے انڈین ائرفورس میں چلے گئے تھے۔ وہ ایک نہایت قابل پائلٹ تھے مگر کچھ ہی برس میں انہیں دمے کا عارضہ لاحق ہو گیا اور انہیں لوٹ آنا پڑا۔

داداحضور نے تایاابو اور پھوپھیوں کی شادیاں لاہور اور سیالکوٹ میں کروائی تھیں۔

جب ملک تقسیم ہوا، والد صاحب سیالکوٹ میں تھے۔ ان کا گھر لوٹنا دشوار ہو گیا۔ کئی برس کی سعی مسلسل کے بعد داداحضور، والد صاحب کو انڈیا بلوانے میں کامیاب ہو گئے۔ لاہور میں ہماری پھوپھی جان محترمہ اقبال بیگم اور ان کے شوہر چوہدری سلطان بخش نے رضاکارانہ طور پر ہزاروں لٹے پٹے مہاجرین کے لئے کیمپ لگوائے اور ان کی بازآبادکاری کا کام کیا جو ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ والد محترم کی شادی قریبی علاقے کے معروف چک دار، شیخ غلام محمد، جو شہر میں رہائش پذیر تھے، کی لانبی، نرگسی آنکھوں والی دختر کے ساتھ ہوئی تھی۔ ایک ٹھیٹھ پنجابی خاندان کے تعلیم یافتہ لڑکے کی شادی ایک خالص کشمیری خاتون کے ساتھ جو کہ صرف قرآن شریف پڑھی تھیں کے ساتھ کس طرح کامیاب ہوئی، یہ واقع اپنے آپ میں نہایت دلچسپی کا حامل ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان تک سے برائے نام واقف تھے۔ اس بات کی فکشنلائزڈ تفصیل ہم اپنے ناول، برف آشنا پرندے، میں لکھ چکے ہیں۔

ہم اپنے والدین کی دوسری اولاد ہیں۔ شہر سرینگر میں جہلم کے کنارے پیدا ہوئے مگر ہمیشہ گاؤں میں رہائش کے خواہش مند رہے۔ بلکہ اپنے عم زادوں پر

ہمیشہ رشک کرتے رہے جو سوگام کے علاقے میں رہتے تھے۔ سال بھر ہم بچے گرمیوں کی چھٹیوں کے منتظر رہتے جن کی بدولت ہمیں گاؤں میں پندرہ دن گذارنے کا موقع میسر آتا تھا۔ اور ہمارے پندرہ دن کے مختصر ترین عرصے کے لیے آباد ہونے کی خاطر وسیع و عریض بنگلے کا مخصوص حصہ کھولا جاتا، سجایا سنوارا جاتا۔ اُن دنوں وہاں سینکڑوں میل تک وہی ایک عمارت تھی۔ کہتے ہیں دادا حضور نے اس بنگلے کی تعمیر کے لئے بیرون ملک سے کاریگر منگوائے تھے۔ بنگلے کے شمال و جنوب دونوں اطراف چھ چھ کشادہ دالان اور اُن کے درمیان کئی کئی کمرے اور مشرق اور مغرب کی جانب پتھر سے بنے دو دو زینے تھے۔ (دھوپ میں کھیل کھیل کر تپ جانے کے بعد ایک ایک بھاری پتھر پر دو دو ننھے پاؤں رکھ کر ٹھنڈا ٹھنڈا زینہ پھلانگنے کی راحت ابھی بھی ذہن سے نہیں جاتی۔) یہ دونوں زینے اوپر بام تک جاتے تھے۔ بنگلہ سامنے اور عقب، دونوں جوانب سے ایک ہی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ ایک ہی طرح کے پھاٹک، محرابیں، در، دروازے وغیرہ۔ اب وہاں کئی بڑے بڑے مکانات دیکھنے کو ملتے ہیں مگر پھر بھی بنگلے کی اپنی شان قائم دائم ہے۔

بنگلے کے باہری پھاٹک سے اندر آ کر جہاں سنگِ بنیاد ہے، اُس پر ایک خوبرو نوجوان کی شبیہہ کھدی ہوئی ہے۔ یہ میرے چچا چوہدری بے نظیر خان تھے۔ کہتے ہیں انہوں نے اپنی موت سے کچھ روز قبل خود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی یہ تصویر بنائی تھی۔ کسی کی بے وفائی میں انہوں نے جان دے دی تھی۔ ہم جب بھی گاؤں جاتے، چچا بے نظیر کی شبیہہ کو کئی کئی منٹ لگاتار دیکھتے رہنے پر مجبور سے ہو جاتے۔ حالانکہ جس خطّے میں ہمارا علاقہ تھا اس کی نظیر جغرافیائی اعتبار سے شاید ہی ملتی ہو۔ اور خود ہمارے اس تعلقے سے زیادہ حسین کوئی دوسرا علاقہ یقیناً ہی نہ ہوگا۔ جنگل کے دامن میں آبِ شیریں کے ان گنت چشموں والی طویل و عریض وادی، وادیِ لولاب۔

مثلِ سیماب کہیں\
چشموں کی جنت ہے\
جس کو لولاب کہیں

دھان کے کھیتوں اور میوے کے باغوں سے نکھری سنوری ہوئی، دور دور تک پھیلی ہوئی، کہیں جنگلوں سے لگی ہوئی، کہیں آسمان کے کناروں کو چھوتی ہوئی، جہاں طرح طرح کے پرندے، پھل، پھول اور درخت، اتنے معطر اتنے جاذب کہ منظر پر پارہ ءبہشت کا گماں ہو۔ درمیان میں کہیں کہیں پر ہمارے کاشتکاروں کے چھوٹے چھوٹے کوٹھری نما گھر، ہماری زمینوں کے درمیان سے زوروشور سے گذرتی ہوئی کشادہ ندی کے گول گول پتھروں اور گارے سے بنے ہوئے چوکور کمرے کی شکل کے گھر، جن کے بیچوں بیچ دھویں کے اخراج کے لئے ایک بڑا سا شگاف ہوتا۔ ایک طرف گھر کے اکادُکا پالتو جانور رہتے اور دوسری طرف اہلِ خانہ خود۔ اور کوٹھری کے باہر ذرا ذرا سی زمین پر ان کے چھوٹے چھوٹے چمن، جن میں سبزیاں اُگی ہوتیں۔ اناج انہیں ہمارے کھیتوں سے مل جاتا اور ہوا پانی اللہ میاں سے۔ باقی ضرورتوں اور ضیافتوں سے وہ انجان تھے۔ جاگیردارانہ نظام گو کہ ختم ہو چکا تھا مگر انہیں جب تک خود علم نہ ہو جاتا، کوئی بتانے والا نہیں تھا۔

اخروٹوں کے بڑے بڑے انباروں کے نشیب میں بیٹھی کاشتکار لڑکیاں، چاند چہرہ اور چاندی بدن دوشیزائیں، ایک روپیہ یومیہ کی اجرت پر ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے پتھر لیے سلوں پر اخروٹ توڑ کر گریاں نکالتیں۔ یہ گریاں سوکھ جانے کے بعد ڈبوں میں بند ہو کر شہر جاتیں اور وہاں سے مختلف مقامات کو برآمد کی جاتیں۔

ان لڑکیوں میں کچھ کشمیری لڑکیاں ہوتیں اور کچھ پہاڑی۔ یہ لڑکیاں گاتی گنگناتی سارا سارا دن کام کرتی رہتیں۔ گلابی گلابی انگلیوں کے پورے اخروٹ کے ہرے رنگ کی بیرونی کچی چھال سے رنگ کر پیلے زرد ہو جاتے اور پھر سیاہ۔ جھکے رہنے سے گردن بھی تھک جاتی ہوگی مگر کون جانے۔ انہیں تو خود یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ وہ کائنات کی سب سے حسین مخلوق ہیں۔

سرینگر میں ہمارے علاوہ کچھ اور پنجابی گھرانے بھی تھے مگر اس سارے علاقے میں ہمارا ہی واحد خاندان تھا جس کا ہم زبان کوئی نہ تھا۔ صرف ہندواڑہ کے

اطراف دو ایک راجواڑے، اور چند ایک اوڑی میں، اکاڈکا دور دور کہیں۔ پھر بھی ملاقاتیں ہوتی رہتیں مگر ہماری پنجابی سے ان کی پنجابی ذرا مختلف تھی، غالباً ان کی زبان میں کچھ پوٹھوہاری کا اثر تھا، لیکن اتنا بھی نہیں کہ سمجھ آنے میں کوئی دشواری پیدا ہو۔ چھوٹی بڑی تقریبات ہوتیں، محفلیں جمتیں مردوں کی الگ، خواتین کی الگ، جن میں ہم بچے بھی گھسے رہتے، اس وقت ماہیے گائے جاتے۔

روایت ہے کہ ماہیا میر پور (مظفر آباد۔) میں لکڑیوں کا کاروبار کرنے والے محمد علی نامی نوجوان کا ایک مقامی لڑکی اقبال بانو سے عشق کی داستان پر مبنی لوک گیت ہے۔ اقبال بانو کو بالو بلایا جاتا تھا۔ اور بالو، محمد علی کو پیار سے ماہیا پکارا کرتی تھی۔ والدین کو ان کے تعلق پر اعتراض ہوا اور بات عدالت تک جا پہنچی۔ پھر وہاں جو سوال و جواب ہوئے اُس میں دونوں نے اس سہ مصرعی صنفِ شعر (ماہیۓ) میں اپنا اپنا مدعا بیان کیا۔ جب ہی سے بالو ماہیے کی یہ صنف بطور لوک گیت مشہور ہوئی اور تمام پنجابی بولنے والوں میں پھیلتی چلی گئی۔

خود ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ صنف اقبال بانو اور محمد علی کی محبت کے مکالمے کی صورت میں سامنے آنے سے پیش تر کسی اور نام سے، یا محض لوک گیت کے طور پر رائج رہی ہوگی جس کا استعمال ان دونوں نے عدالتی کاروائی کے دوران کیا ہوگا۔ یا عشق پسندوں نے عشق پرستوں کی اس کہانی کی ادائیگی میں اپنی پسند کے بول جوڑ دیئے ہوں گے۔ **واللہ اعلم بالصواب**..

بہر حال عاشق مقدمہ جیت گئے اور ان کا نکاح ہوگیا۔ اقبال بانو اور محمد علی دونوں کا عرصہ ہوا انتقال ہو چکا ہے، ان کی بیٹی پاکستان کی فلموں میں کام کرتی رہی ہیں۔

بات ماہیۓ کی مقبولیت کی ہو رہی تھی جس کا یہ عالم تھا کہ پنجابی سے ہوتی ہوئی اس کی شہرت پہاڑوں میدانوں تک گئی اور اب اردو میں بھی ماہیۓ کہے جانے لگے ہیں۔

اردو میں ماہیوں کو اس طرح مقبول ہوتا دیکھ کر مجھے بچپن کے گاؤں میں

گذارے دن یاد آ جاتے۔ ان دنوں گھر میں اتنی اہمیت تو بچوں کو حاصل نہ تھی کہ بڑوں کے ساتھ گانے کی اجازت ہوتی البتہ اخروٹ توڑتی ہوئی لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر بہت اچھا لگا کرتا تھا۔

جیسے کبھی کوئی منچلی پہاڑن ہمارے خوبرو چچازاد کو سامنے سے گذرتا دیکھ کر دھیرے سے گاتی، مگر پہلے یہ یقین کر لیتی کہ اُس کی آواز بھائی تک پہنچنے نہ پائے۔

منڈا پٹھاناں دا
تکدا وی نئیں مڑ کے
کی کہنا ہے ماناں دا

(لڑکا پٹھانوں کا
دیکھے نہیں مُڑ کر
اس غرور کا کیا کہنا)

کوئی دوسری لڑکی اسے خبردار کرتی کہ اگر سن لیا تو آفت آ جائے گی۔ مگر بھائی کے نظر سے اوجھل ہوتے ہی یہ ماہیا پوری قطار میں گونجنے لگتا۔ اب یہ ماہیا پہلے سے ہوتا یا اسی وقت گھڑا جاتا یہ ہم نہیں جانتے۔ مگر ہماری زبان ٹھیٹھ پنجابی ہونے کے باوجود ہمیں ماہیا سمجھ میں آ جاتا یا شاید لڑکیاں ہمیں سمجھانے کے لئے ہی پنجابی الفاظ زیادہ ملا کر ماہیا تراشتیں کہ پہاڑی بولنے والوں کے لیے پنجابی سیکھ جانا کوئی ایسا دشوار کام نہیں تھا اور ہمارا گھرانا پنجابی بولتا تھا اور یہ لوگ سارا دن آس پاس ہی ہوتے۔

ماہیا تو ماہیا، ہمیں اس کے معنی میں پوشیدہ دل لگی بھی کچھ کچھ سمجھ میں آتی تھی کہ ہم ہر عمر میں اپنی عمر سے بڑے رہے ہیں۔ بھائی کو تو کچھ پتہ نہ چلتا وہ آگے بڑھ جاتے اور ہم لڑکیوں سے نظریں ملا ملا کر مسکراتے رہ جاتے۔ کبھی ہمیں اپنے عم زادوں کے ساتھ دیکھ کر کوئی نازک اندام سی لڑکی کسی شرارت بھرے خیال سے اخروٹوں پر جھکا ہوا سر مسکرا کر اوپر اٹھاتی اور تان چھیڑ دیتی۔

'زیتون وی شادی اے' (زیتون کی شادی ہے)

پاس بیٹھی، زیتون گھٹنوں میں سر دے دیتی، اور باقی لڑکیاں کھلکھلا کر ہنستیں۔ کوئی دوسری لڑکی قہقہوں سے کھنکتی آواز میں کہتی۔

'شہروں آئی دس دن لئی' (شہر سے دس دن کے لئے آئی)

'نکی جئی شہزادی ہے' (ننھی سی شہزادی ہے)

یوں ماہیا ہو جاتا۔ اور لڑکیوں کی لمبی قطار میں ماہیا گونجنے لگتا۔

اپنی مخصوص طرز کے ساتھ ہمیں ان ماہیوں کا ترنم، سادگی اور عام سے الفاظ میں بڑے بڑے معنٰی بہت اچھے لگتے۔

ہمارے ناپختہ ذہن کے لاشعور میں یہ گھر سا کر جاتے۔ دل مچل مچل جاتا کہ ہم بھی اس لطیف صنف میں گائیں، (جب لکھنے کا خیال نہیں آتا تھا) لڑکیوں کی صفوں میں شامل ہو کر ہاتھ میں چھوٹا سا پتھر لے کر بڑی بڑی سُرمئی سِلوں پر اخروٹ توڑتے ہوئے۔ مگر کاشتکار لڑکیوں کے ساتھ گائیں گے تو لوگ کیا کہیں گے، ہمیں سمجھایا جاتا۔

کالج تک پہنچتے پہنچتے باقاعدگی کے ساتھ ہر سال گاؤں جانے کا سلسلہ متاثر ہونے لگا۔ نئی نسل نے زمینوں سے زیادہ حصولِ علم کو اہمیت دی۔ عم زاد اپنی اپنی تعلیم کے وغیرہ کے سلسلے میں ادھر اُدھر بکھرنے لگے۔ مدتوں بعد کہیں ملاقاتیں ہوتیں۔ بچپن جانے کس وقت کہاں ٹھہر گیا اور ہم یادیں ساتھ لئے آگے نکل آئے۔

شہر کی مصروف زندگی میں، ہم 'بالو ماہیے' کو بھی ساتھ نہ لا سکے کہ شہر میں جو گھرانے پنجابی بولنے والے تھے ان کی تعداد نسبتاً بہت قلیل تھی۔ اور شاذ و نادر ہی کبھی تقریبات میں ملاقاتیں ہوتیں اور کبھی کبھار ہی کہیں ماہیے ٹپے (ایک قسم کا پنجابی لوک گیت) وغیرہ سننے کو ملتے۔

وادی اور اس کے باہر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ یہاں پنجابی زبان کے بولنے والے بہت کم ہیں۔ یہ بات صرف ٹھیٹ قسم کی پنجابی کے بارے میں تو صحیح ہے مگر پنجابی کی دوسری کئی شاخیں یہاں عام طور پر بولی جاتی ہیں۔ جیسے پونچھی، چبالی،

ویسے ہی کشمیر میں بھی یہ گیت مقبول ہیں۔ ان میں برہا کا دُکھ ملن کی خوشیاں زمانے کا ڈر اور حسن وعشق کے معاملات وغیرہ ہوتے ہیں۔ جیسے کچھ مقبول عام ماہیے یوں ہیں:

(۱)

لت ٹُٹی اے چوہے دی
توں پھل موتیے دا
تے میں ڈالی آلوچے دی
(ٹانگ ٹوٹی ہے چوزے کی)
تو موتیے کا پھول
میں ڈالی آلوچے کی)

(۲)

پانی سریاں دے کوہے نی
آکے تو مل بالو
کہڑیاں گلاں دے روہے نی
(پانی تال کا کنکنا ہے ری
آمل جا بالو
کس بات کی ہے خفگی)

(۳)

اب یہ ماہیے پنجابی تو کیا اردو بولنے والے بھی میرے خیال سے ذرا سی کوشش کر کے سمجھیں گے اور شاید اسی لیے یہ اتنے مقبول ہیں کہ دوسری زبانوں جیسے اردو میں اس پر طبع آزمائی کی جارہی ہے۔

شاعری کی دوسری اصناف کی طرح ماہیا بھی ہر موضوع پر لکھا جا سکتا ہے اوران ماہیوں کے پہلے مصرعے کا دوسرے دوسے کوئی رشتہ ضروری نہیں ہے۔ اور بحیثیت لوک گیت یہ گاتے گاتے بھی گڑھ لیے جاتے ہیں۔ تو تمام مصرعوں کے آپسی

تعلق کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، مگر ہمارے خیال سے ایک ادبی صنف کے طور پر تینوں مصرعوں کا آپسی ربط لازمی ہونا چاہئے۔ اور خاص کر اردو ادبی صنف ہونے کے ناطے یہ بات اور بھی اہم ہے۔ ہاں کبھی کبھی الگ تھلگ قسم کا مصرہ اگر بہت لطیف ہو تو اسے ایسی رعائت مل جانا چاہیے کہ روایتاً ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

بچپن میں پسند کی گئی اس صنف کو ادھر برسوں سے جب ہم نے اردو کے رسالوں میں شایع ہوتے دیکھا تو جی بے تحاشا چاہا کہ ہم بھی اس پیاری سی صنف میں کچھ لکھیں۔ یہاں یہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ ہم نے ماہئے پنجابی میں کیوں نہیں لکھے۔ لکھے ہیں جو کراچی اور لاہور کے مشہور پنجابی ماہناموں ''لہراں'' وغیرہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہماری معذوری یہ ہے کہ ہمارے یہاں پنجابی، گرومکھی میں لکھی جاتی ہے نہ کہ شاہ مکھی یعنی فارسی رسم الخط میں۔ اس لئے ان کے ہمارے یہاں چھپنے کا میرے پاس فی الحال کوئی تصور نہیں ہے۔ ہاں پنجابی ادب کا ہندوستان میں شاہ مکھی میں شائع ہونا ہمارا ایک خواب ضرور تھا جو کبھی پورا ہونے کے آثار نظر نہیں آتے۔ بہر حال اردو میں ہی سہی کہ اردو ہماری محبوب زبان ہے۔

ماہیا سنجیدہ ادب میں شمار ہوتا ہے یا نہیں، بحیثیت تخلیقی قلم کار یہ میرا مسئلہ نہیں۔ اردو غزل نظم وغیرہ جیسی شعری اصناف گائی جاتی ہیں حالانکہ شعر و ادب کو موسیقی سے ربط ہونا ایک الگ بحث ہے۔ تو بنیادی طور پر گایا جانے والا نغمہ 'ماہیا' شعر داب میں کیوں شمار نہ ہو، یہ ہائیکو نہیں، اس میں تو ہماری مٹی کی خوشبو ہے، البتہ ماہیے کے اوزان کے بارے میں مختلف مضامین پڑھ کر ہمیں حیرت ضرور ہوتی رہی کہ ماہیا جو دہائیوں سے رائج رہا ہے اور جس کا اپنا مخصوص وزن ہی اس کے معروف و مقبول ہونے کا سبب ہے کہ ماہیا کہا نہیں جاتا، گھڑا جاتا ہے، گایا جاتا ہے۔ یہ اس کی موسیقیت اور روانی ہی ہے جو اس سے سادہ سے الفاظ میں بڑی بڑی باتیں کہلواتی ہے۔ اس کے بحیثیت ادبی صنفِ سخن متعارف ہونے کے بعد اس کے اوزان کا تعین بھی لازمی ہوا تو اس کے لیے ایسا وزن متعین ہوا جس سے اس کا تحریر کرنا مزید سہل ہو گیا۔ وزن میں

پہلا مصرعہ ''فعلن فعلن فعلن'' کے برابر دوسرا ''فعلن فعلن فع'' اور تیسرا دوبار ''فعلن فعلن فعلن'' یا ''مفعول مفاعیلن''۔ ''فعل مفاعلن'' ''مفعول مفاعیلن'' طے پایا۔ یعنی دونوں اوزان میں پہلا اور تیسرا مصرع برابر ہے اور درمیانی مصرے میں ایک رکن یا سبب کم ہے۔ سو یہی ماہیئے کے وزن پر صحیح بیٹھتا ہے۔ ماہیے کی صورت میں یہ دلچسپ اور لطیف نغمے ہم نے عرصہ ہوا لکھے تھے۔ پیش لفظ کا بیشتر حصہ بھی جبھی سپردِ قلم کر دیا تھا کہ انہیں جلد شائع کرنے کا ارادہ تھا مگر پھر اس مشاہدے کے بعد کہ اس صنفِ سخن کو قبولیت کا درجہ عطا ہونا ہنوز باقی ہے، ہم نے ادھر زیادہ توجہ نہیں کی۔ کچھ روز قبل اتفاقاً مسودہ ہمارے سامنے آ گیا۔ ہم نے دلچسپی سے پڑھا اور پتہ چلا کہ ہمارے ان ماہیوں میں لوک گیتوں کی مخصوص چاشنی پائی جاتی ہے جیسے محبت کے نغمے اور زمانے کے مسئلے، حُسن کی مدح سرائی اور عشق کی بے وفائی، گھر اور پردیس کی باتیں اور موسم کے معاملات۔ برہا کا درد اور بے وفائی کے شکوے، مناظرِ قدرت کا نقشہ اور فطرت سے قربت کی اہمیت اور زندگی اور زمین سے وابستہ دوسرے معاملات۔ سو ہم نے انہیں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔

مارچ ۲۰۱۵ء ڈاکٹر ترنم ریاض

☆☆

حمدیہ ماہیے

O

۱۔

نہیں بھاتی ہے بھیڑ خدا
اب ویرانے میں
اک گوشہ ہو مجھ کو عطا

۲۔

ہر مشکل حل ہو جائے
وادی مری پہ خدا
بُرا وقت کبھی بھی نہ آئے

۳۔

جینا سکھلایا ہے
غم نے مرے، مجھ کو
رب سے ملوایا ہے

۴۔

عزت لیں، اماں چھینیں
کچھ ترے بندے، خدا
معصوموں کی جاں چھینیں

۵۔

ہر سرحد ڈھے جائے
اب نہ ہو جنگ، خدا
بندوق پہ زَنگ آئے

۶۔

ہونٹوں پہ دعا آئے
وطنِ عزیز کا غم
پردیس میں تڑپائے

۷۔

ذروں پہ نام لکھا
سانس میں رب تُو ہی
ہر شے میں ہے نور ترا

۸۔

کئی بار اداس رہی
تیرے کرم کی، خدا
ہر وقت ہی آس رہی

۹۔

حق کی متلاشی ہوں
عرش کے باسی میں
اک چیز ذرا سی ہوں

۱۰۔

حد ظلم کی ہو گئی اب
اک رحمت کی نظر
مجھ پر بھی ہو میرے رب

۱۱۔

کہیں چھوڑ نہ دوں جینا
زہر ہے جیون، رب
مجھے روز پڑے پینا

۱۲۔

رب! اور عذاب نہیں
اب زخمی دل کو
اک دُکھ کی بھی تاب نہیں

۱۳۔

جاں سُولی پہ ٹانگوں
رب نہیں سنتا میری
ہائے! کس سے تجھے مانگوں

۱۴۔

غنچوں پہ سجی شبنم
تو میرے ماہی پر
رب جی رکھ اپنا کرم

☆☆

ماہیئے برہا کے

O

۱۔

جب چاند نکل آئے
دل کی تڑپ مجھ کو
تیرا رستہ دکھلائے

۲۔

سکھیوں سے دُکھ بانٹے
پھول ہے پیار ترا
اور یاد تری کانٹے

۳۔

گاگر سے کمر بھیگی
تیری جدائی میں
اشکوں سے نظر بھیگی

۴۔

آ مکھڑا دِکھلا جا
دُکھ کی میں داسی
ہر سُکھ کا تو راجا

۵۔

پھولی سرسوں پیلی
تجھ سے بچھڑ کیسے
میں سوکھ ہوئی تیلی

۶۔

برکھا میں چُنر بھیگی
ادھر تو گھر بیٹھا
رہ تک میں اُدھر بھیگی

۷۔

نرگس میں خوشبو ہے
چاہے جدھر دیکھوں
میرے نینوں میں تو ہے

۸۔

بس اتنی کہانی ہے
یاری دو دن کی
اور دُنیا فانی ہے

۹۔

مشکل پہ مشکل ہے
ستم زمانے کے
اور تنہا اک دل ہے

۱۰۔

مجھے پریت نہیں بھولی
غیر کا تو جو ہوا
جیتے جی چڑھی سولی

۱۱۔

ہونٹوں پر سسکی ہے
آمل جا دل بر
بس آخری ہچکی ہے

۱۲۔

ہائے تیری ہو نہ سکی
میرا جنازہ گیا
جگ کہتا ہے ڈولی گئی

۱۳۔

تم موہ جتانا نہیں
سن لو ری سکھیو
کبھی دل کو لگانا نہیں

۱۴۔

اک ملنے کا موقع ہے
آ مل لیں کھل کر
کل کِس نے دیکھا ہے

۱۵۔

سُکھ کے دن روٹھ گئے
کیا کروں چاند کا میں
میرا ماہی دور بسے

۱۶۔

ہاں ملن کی آس نہیں
یہ نہ سمجھ لینا
نینوں میں پیاس نہیں

۱۷۔

اشکوں کی بھری پرچیں
خواب وہ توڑ گیا
میں چنتی رہی کرچیں

۱۸۔

مجھے بہتر ہے مرنا
اگر محبت کا
اظہار پڑے کرنا

۱۹۔

میں پانچ دفعہ روئی
جائے نماز مری
مرے اشکوں سے بھیگی

۲۰۔

منڈیر پہ بانہہ دھروں
شام ڈھلے سے میں
شب تک تیری راہ تکوں

۲۱۔

کل رات گِنے تارے
تیری جُدائی میں
دُکھ یاد کئے سارے

۲۲۔

جا، رب تیرا رکھوالا
انکھیاں تو روئیں گی
لب پر ہوگا تالا

۲۳۔

یہ عشق مصیبت ہے
روح کے زخموں کو
دل کہتا محبت ہے

۲۴۔

نہیں سمجھے محبت کو
دل کے خزانے کو
اور اشکوں کی دولت کو

۲۵۔

دل کی نہ وقعت جانے
دل لے کر ماہی
دلبر کو نہ پہچانے

۲۶۔

مت دینا طبیب دوا
ساجن روٹھ گیا
جگ چھوٹے کہ روٹھے خدا

۲۷۔

تیرے ساتھ لگا کر دل
شام اور صبح جلوں
میرا بچنا ہوا مشکل

۲۸۔

نہیں دل کا کہا سمجھے
لب سے کہوں میں کیا
ساجن سے خدا سمجھے

۲۹۔

تو سہرا باندھ چلا
تڑپوں چکوری سی
مجھے چھوڑ کے چاند چلا

۳۰۔

ان چاند ستاروں سے
ماہی میرا پردیس
کیا مجھ کو بہاروں سے

۳۱۔

دل کا دُکھڑا سمجھے
بندوں سے کیا شکوہ
مرا درد خدا سمجھے

۳۲۔

مرے غم کی کہانی ہے
اشکوں سے لکھی ہوئی
آہوں کی زبانی ہے

۳۳۔

نینوں سے لگی ہے جھڑی
اور کو مت تکنا
میں ہوں نین بچھائے کھڑی

۳۴۔

کب پیار سے بات کروں
ماہی نہیں گھر میں
دیوار سے بات کروں

۳۵۔

مجھے خون رلایا ہے
دل کے سکون نے ہی
دل میرا دُکھایا ہے

۳۶۔

جب چھوڑ ہی جانا تھا
چند گھڑی کا ہے سُکھ
پہلے ہی بتانا تھا

۳۷۔

اب صبر کی ہوگئی حد
لوٹ کے آؤ گے جب
دیکھو گے ہماری لحد

۳۸۔

مہکی سی ہوائیں ہیں
بچھڑے سجن کے لئے
ہونٹوں پہ دُعائیں ہیں

۳۹۔

تو ہوگیا ہرجائی
سُن سُن کر طعنے
میری جان پہ بن آئی

۴۰۔

ہیں یہ لوگ رُلانے کو
لاکھ بہانے کریں
دو بول پڑھانے کو

۴۱۔

پردیس سے کیا لانا
وعدہ یہ کرکے جا
تجھے لوٹ کے ہے آنا

۴۲۔

پریتم کی پجارن ہوں
دل کی امیر سہی
الفت کی بھکارن ہوں

۴۳۔

ترا دامن چھوٹ گیا
دُنیا مری اُجڑی
اور رب بھی روٹھ گیا

۴۴۔

کیا مجھ سے خطائیں ہوئیں
نینوں سے جل سوکھا
اور گونگی صدائیں ہوئیں

۴۵۔

خود آس نہ توڑوں گی
چاہے نہ لکھو مجھے
خط لکھنا نہ چھوڑوں گی

۴۶۔

سن کر پچھتائیں گے
ذکرِ وفا پہ گئی
نیناں بھر آئیں گے

۴۷۔

مجھے وقت سزا جیسا
بلبل کا نغمہ
رونے کی صدا جیسا

۴۸۔

رستہ بھٹکا کے گیا
زندہ تھی جیسے بھی میں
کیوں پیار سِکھا کے گیا

۴۹۔

ہائے ظلم نہ ہوجائے
ماہی کے ساتھ مجھے
کوئی اور نظر آئے

۵۰۔

خود اپنا ہی کتبہ گڑھوں
تجھ سے بچھڑ نہ کہیں
جہلم میں کود پڑوں

۵۱۔

کہہ دو کوئی سجنا سے
راہیں نہ تک تک میں
چلدوں کہیں دُنیا سے

۵۲۔

کیوں جی کو دکھاتی ہے
ڈال سے اُڑ کوئل
منڈیر پہ گاتی ہے

۵۳۔

چھت پہ بوندیں ٹپکیں
راہ تکی تیری
آنکھیں بھی نہیں جھپکیں

۵۴۔

دُکھ نے سُکھ چین لیا
تڑپا جدائی سے دل
ان نینوں نے بین کیا

۵۵۔

یادوں کے چلے بھالے
پیلا ہوا مکھڑا
آنکھوں میں پڑے ہالے

۵۶۔

خوشیوں کے پڑے لالے
بے مطلب چلتے
پیروں میں پڑے چھالے

۵۷۔

دل رو رو یاد کرے
ظالم ہے دُنیا
تجھے مجھ سے دور رکھے

۵۸۔

نینوں سے بلائیں لوں
مکھ دیکھوں تیرا
اور یوں جیون کے کاٹوں

۵۹۔

میرے آنسو سوکھ گئے
تھک گئی رو رو کے
میرا گھومے ہے سر جیسے

۶۰۔

مجھے غم کی لگی گولی
جائے گی کب جانے
تیرے گھر کو مری ڈولی

۶۱۔

دل رو رو دہائی دے
بیری ہوا ہے جگ
مجھے ماہی سے دور کرے

۶۲۔

لگی دل کی ہار گئی
نین لگا بیٹھی
اور جان بھی ہار گئی

۶۳۔

تجھے نظر میری ڈھونڈے
پاس سے تو کیا گیا
میرا کام میں جی نا لگے

۶۴۔

نیندیں بیکار گئیں
خواب میں آیا نہ تو
مجھے راتیں مار گئیں

۶۵۔

اس چاہ کے کیا معنےٰ
آیا نہ خط تیرا
دیں سکھیاں مجھے طعنے

۶۶۔

رونے کی میں ڈھونڈوں جگہ
آنسو تو چار بہیں
دل تڑپے ہزار دفعہ

۶۷۔

گئی گُل سے بچھڑ خوشبو
نینوں کی ویرانی
ماہی ڈھونڈے تجھے ہر سو

۶۸۔

دُکھ مجھ کو ہے بس اتنا
دل نہ سمجھ پایا
ہرجائی ہے تو کتنا

۶۹۔

تری دید کی پیاس جگے
شام پہاڑوں پر
ہائے کتنی اُداس لگے

۷۰۔

مغرب کا دھندلکا ہے
سینے میں برہا اگن
اور افق سلگتا ہے

۷۱۔

ہر قدم پہ تڑپائے
جاؤں کہیں، پیچھے
تیری یاد چلی آئے

۷۲۔

سرمایہ مرا وہ دن
جانے سے پہلے تک
ہم ساتھ رہے جو دن

۷۳۔

مجھ کو ہی بسر جائے
دیکھ کوئی صورت
ترا دل نہ اُدھر جائے

۷۴۔

جب بچھڑے تبھی جانے
غم کہتے ہیں کسے
برہا کے کیا معنے ہیں

۷۵۔

جوں بَن میں ہرن ڈولے
تیری جُدائی میں یہ
جوگن بن بن ڈولے

۷۶۔

ہر گام سجن ڈھونڈے
اب تو درشن دے
تجھ کو جوگن ڈھونڈے

۷۷۔

تجھ دیکھے بنا ماہیا
پھول سا چہرہ میرا
کمھلا کر سُوکھ گیا

۷۸۔

مری زلفیں ہیں بکھری
آنکھیں راہ تکیں
اشکوں سے دُھلتی ہوئی

۷۹۔

بس بات ذرا سی ہے
دل تجھے یاد کرے
چہرے پہ اداسی ہے

۸۰۔

دو اکھیاں ہیں جل کی بھری
سکھیاں مجھے پوچھیں
تو کاہے کو روتی ہے ری

۸۱۔

شالی کی پنیری ہے
آمل جا مجھ سے
اک سانس اخیری ہے

۸۲۔

دہلیز پہ ایک چراغ
تیری جدائی نے
ڈالا ہے جگر پر داغ

۸۳۔

ان بھیگی ہواؤں سے
پوچھوں پتہ تیرا
پتوں کی صداؤں سے

۸۴۔

کس نے نغمہ چھیڑا
پار لگادے رب
مرے ماہی کا بیڑا

۸۵۔

اب شکوہ نہ کوئی گلہ
درد جُدائی کا
مجھے الفت کا ہے صلہ

۸۶۔

اک زخمی دل جیسا
داغ جُدائی کا
میرے جگر پہ تِل جیسا

۸۷۔

گرتا ہوا جھرنا تھا
کھائی تھی ہم نے قسم
سنگ جینا تھا مرنا تھا

۸۸۔

وعدوں کو بسر گیا
دل لے کر ماہی
رب جانے کدھر گیا

۸۹۔

دو جسم تھے اک جاں تھی
عشق کی اس ضد پر
تقدیر بھی حیراں تھی

۹۰۔

لِکھ لال سیاہی سے
خوں کے آنسو ہیں
دل تڑپے جدائی سے

۹۱۔

بند پنجرے میں طوطا ہے
یاد جو آئے میری
دُکھ تجھ کو بھی ہوتا ہے؟

۹۲۔

کیا مانگوں خدائی سے
لکھی مری قسمت
کیوں کالی سیاہی سے

۹۳۔

یوں دل کو بہلا لوں
ریت پہ نام ترا
لکھ لکھ کے مٹا ڈالوں

۹۴۔

یادوں کا سہارا ہے
تو جو نہیں تو پھر
کیا اور ہمارا ہے

۹۵۔

دیوار پہ بیل چڑھی
یاد میں رہ جائیں
نظریں اک شے پہ گڑھی

۹۶۔

انگور کے ہیں دانے
دل کے دکھڑوں کو
جگ والے کہاں جانے

۹۷۔

منڈیر پہ مینا ہے
تیرے لئے جگ کا
ہر دُکھ مجھے سہنا ہے

۹۸۔

دل فکر میں گل جائے
تیرے ملن کے بنا
میری عمر نہ ڈھل جائے

۹۹۔

بارش میں ہے دھوپ کھلی
روتی ہوئی ہنس دی
ماہی سے نظر جو ملی

۱۰۰۔

کرتی کا ہے رنگ نیلا
آنسو بہانے سے
ہرا آنچل ہے گیلا

۱۰۱۔

ہیں لال ہرے، توتے
ماہی کا مکھڑا ہم
ان اشکوں سے دھوتے

۱۰۲۔

پر تتلی کے ہیں پیلے
میری طرح غم میں
ماہی سوکھ ہوئے تیلے

۱۰۳۔

پانی کا نہ رنگ کوئی
ماہی بغیر کبھی
نہ ہو میرے سنگ کوئی

۱۰۴۔

جھمکوں میں نگینے جڑے
رو رو کر میری
دوآنکھوں میں حلقے پڑے

۱۰۵۔

ماہی کے تصور میں
کیسے یہ وقت کٹے
ان یادوں کے محشر میں

۱۰۶۔

مسکان اُدھار کی ہے
ماہی کی دید بنا
میری جان اُدھار کی ہے

۱۰۷۔

میرا کتنا بُرا ہے حال
غم اور فکر سے اب
میرے گرنے لگے ہیں بال

۱۰۸۔

بے درد زمانے سے
پوچھو بگڑتا ہے کیا
نینوں کے لگانے سے

۱۰۹۔

بلبل کے ہیں پر زخمی
یاد میں دل روئے
ہوتا ہے جگر زخمی

۱۱۰۔

تو وعدے بھول گیا
چہرے کا رنگ اُڑا
دل درد میں جھول گیا

۱۱۱۔

شیرینی جلیبی کی
یاری ہوئی کیسے
مری اور فریبی کی

۱۱۲۔

ہائے! کتنے ناز کے ساتھ
پیار کیا میں نے
اک دھوکے باز کے ساتھ

۱۱۳۔

کھو جاؤں سرابوں میں
سوکھی کوئی پتی
دیکھوں جو کتابوں میں

۱۱۴۔

میرا زخمِ جگر دیکھے
یاری ہے برسوں کی
کوئی کچھ کہہ کر دیکھے

۱۱۵۔

ماہی کی راہ تکوں
دُکھ میں نیند کہاں
پل بھر نہ پلک جھپکوں

۱۱۶۔

ان جگر کے چھالوں سے
دُکھ برہا کا کوئی
پوچھے دل والوں سے

۱۱۷۔

ریشم کی پراندی ہے
درد جُدائی کا
طوفان ہے آندھی ہے

۱۱۸۔

یہ پیار کی برکت ہے
بھیگے ستاروں سی
دامن میں دولت ہے

۱۱۹۔

اُس دور پُرانے کی
رہ رہ یاد آئے
مجھے گذرے زمانے کی

۱۲۰۔

جاکر سمجھائے کوئی
آنکھوں میں دم آیا
ماہی کو بلائے کوئی

۱۲۱۔

تیکھی ہے ہری مرچی
تیری جُدائی میں
دل میرا ہوا کرچی

۱۲۲۔

ہائے پیار ترا طوفاں
چھید ہوئے دل میں
اُترے گا یہ لے کے جاں

۱۲۳۔

دو دن یہ جوانی کے
کتنے ہی دُکھڑے ہیں
اک پیار کہانی کے

۱۲۴۔

پھر کاہے کو راہ تکوں
جب میں تری صورت
بند آنکھ سے بھی دیکھوں

۱۲۵۔

مجھے پگلی کہنے لگے
لوگوں کے سُن طعنے
ہائے! آنسو بہنے لگے

۱۲۶۔

آنکھوں سے لگی ہے جھڑی
دور کرے تجھ کو
یہ ٹک ٹک کرتی گھڑی

۱۲۷۔

کیسی نادانی کی
اک ہرجائی پہ کیوں
برباد جوانی کی

۱۲۸۔

آنکھوں کی چمک روٹھی
یاد میں روتی رہی
ہونٹوں کی گئی سُرخی

۱۲۹۔

گجرا ہے چمیلی کا
تیرے بغیر لگے
جی کیسے اکیلی کا

۱۳۰۔

دل درد نہ سہہ پائے
جینا بغیر ترے
کوئی آ کے سکھا جائے

۱۳۱۔

تجھے دِل سے لگایا ہے
نام ترا لکھ کر
مہندی میں سجایا ہے

۱۳۲۔

اک جھلک کو ترسے جی
حال جُدائی کا
اُسے جا کے کہے کوئی

۱۳۳۔

رات ایسے بسر کرلوں
اُنگلی سے تاروں پہ
تیرا نام ہی لکھتی رہوں

۱۳۴۔

کوئل کے ہیں پر کالے
ساڑھ میں چھت پہ کھڑی
میرے پاؤں پڑے چھالے

۱۳۵۔

ترا رستہ تک تک کے
کھڑکی پہ کب سے کھڑی
گر جاؤں نہ میں تھک کے

۱۳۶۔

ہمت نہیں ہاروں گی
تو نہ ملا، جندڑی
تنہا ہی گذاروں گی

۱۳۷۔

دن رات نہاروں گی
آخری سانسوں تک
تیرا نام پکاروں گی

۱۳۸۔

نہیں مجھ سی ملے گی کہیں
تجھ پہ جو ہوگی فدا
میری چاہ کا کرلے یقین

۱۳۹۔

تڑپیں دن گن گن کے
خبر ہماری نہ لی
کوئی دیکھے ستم اِن کے

۱۴۰۔

زلفوں میں چھپالوں گی
دھوپ کی سختی سے
ماہی کو بچالوں گی

۱۴۱۔

بیتے دن یاد کروں
دیکھوں تری فوٹو
اور گیت پرانے سنوں

۱۴۲۔

اک جھلک کو ترسے جی
حال جُدائی کا
اُسے جاکے کہے کوئی

۱۴۳۔

ہم مکتب ہم سِن تھے
سب دن سے اچھے
وہی بچپن کے دن تھے

۱۴۴۔

پیروں سے فقیروں سے
تیرا پتہ پوچھوں
ہاتھوں کی لکیروں سے

۱۴۵۔

غمگین بسیرے میں
دل سے اُٹھیں شعلے
راتوں کو اندھیرے میں

۱۴۶۔

کہہ ڈالوں میں ہاں کیسے
گھر میں رہے گا نہ تو
گھر ہوگا مکاں کیسے

۱۴۷۔

دل مانگے تجھے جب تب
تو کہاں جان سکا
کیا عشق کا ہے مطلب

۱۴۸۔

جانے کیوں ایسا ہوا
ماہی میرے گھر کا
رستہ ہی بھول گیا

۱۴۹۔

اشکوں سے چٹھی لکھوں
تار سمجھ کر آ
رستے پر نین دھروں

۱۵۰۔

کِس آس پہ زندہ رہوں
تو جو نہیں میرا
پھر کس کو میں اپنا کہوں

۱۵۱۔

ملنے کی گھڑی کی قسم
کب سے نہ آنکھ لگی
اشکوں کی جھڑی قسم

۱۵۲۔

ترے ملن کی لے کر آس
سدھ بدھ تک بھولی
مجھے بھُوک لگے نہ ہی پیاس

۱۵۳۔

اک ریل کی سیٹی بجے
وہ دن کب ہو، مری
ڈولی تیرے گھر اترے

۱۵۴۔

ہائے رُل گئی جان میری
بچپن کی تصویر
بن گئی پہچان میری

۱۵۵۔

مجھے ہیر بنا دے گا
رانجھا مجھے غم کی
تصویر بنا دے گا

۱۵۶۔

پنجرے کی او مینا
مرگئی، حال مرا
چن ماہی سے جا کہنا

۱۵۷۔

دُکھ میرا وہ سمجھے گا
نین لگا کر جو
محبوب سے بچھڑے گا

۱۵۸۔

تری منگنی کی سن کے خبر
دُکھتے ہوئے سر پر
میں نے کس کر باندھی چُنر

۱۵۹۔

مرا رنگ پڑا پیلا
رشتے تمہارے کی
سُن بات لہو سوکھا

۱۶۰۔

ہر ستم گوارا کروں
مجھ سے بھلے جا دور
تجھ سے نہ کنارا کروں

۱۶۱۔

لاچاری رہتی ہوں
جب سے بدل گیا تو
بیمار سی رہتی ہوں

۱۶۲۔

آنکھوں سے بھی ٹپکے گا
دل کا کبھی دُکھڑا
مرا رنگ بدل دے گا

۱۶۳۔

دروازے پہ کان لگے
قدموں کی تیرے صدا
سُننے کو یہ جی مچلے

۱۶۴۔

تم کو بھی ستاؤں گی
جاؤں گی ایک دفعہ
نہیں لوٹ کے آوں گی

۱۶۵۔

تجھ میں ہی بسی ہے جان
چھین نہ لینا کہیں
میرے ہونٹوں سے مسکان

۱۶۶۔

تیرے ہاتھ ہے میری آن
غیروں کی باتوں پر
تو دینا نہیں کچھ دھیان

۱۶۷۔

راتوں ترے غم میں جگے
دن نہ وہ آئے کبھی
دل تیرے بغیر لگے

۱۶۸۔

تجھ سے ہی حیات ملی
غم ترا اپنا کر
مجھے غم سے نجات ملی

۱۶۹۔

اُس دن سے نہ چین ملے
دل جب سے دھڑکا
اور نینوں سے نین ملے

۱۷۰۔

تیری میری جان کے غم
لگ گئے روح کے ساتھ
دونوں ہی جہان کے غم

۱۷۱۔

جگ سارا بھلا بیٹھے
ہنستے ہی ہنستے ہم
اک روگ لگا بیٹھے

۱۷۲۔

ہائے دل کتنا روئے
رات اترتے ہی
ماہی موڑ کے مکھ سوئے

۱۷۳۔

میں جاگوں اکیلی اک
ساتھ میرے جاگے
گھڑیال کی ٹِک ٹِک ٹِک

۱۷۴۔

باقی سب دُکھ کا ہے
ماہی کے سنگ بیتے
وہی موسم سُکھ کا ہے

۱۷۵۔

گھڑی مشکل آن پڑی
آئے جدائی کے دن
بڑی مشکل آن پڑی

۱۷۶۔

دل کچھ بھی نہیں چاہے
شب بھر اور ٹھہر
اک بات میری رکھ لے

۱۷۷۔

جاں تک کو رُلاتی ہے
گھر کی یہ خاموشی
جب شور مچاتی ہے

۱۷۸۔

دن کام میں کٹ جائے
کاٹے نہ رات کٹے
جب ماہی نہیں آئے

۱۷۹۔

یوں دیکھوں میں راہ تری
رات تکے جیسے
رہ اپنے سویرے کی

۱۸۰۔

ہم نے ہی سدا کی ہے
بھول گیا وہ اگر
ہم نے تو وفا کی ہے

۱۸۱۔

کٹی عمر ہی سوچوں میں
سچا میں سمجھی تھی، وہ
مجھے رکھ گیا دھوکوں میں

۱۸۲۔

کہیں ایسا نہ ہوجائے
بات وفا کی ہو اور
ترا نام نہیں آئے

۱۸۳۔

دل در پہ اٹک جائے
کون کہے کس، پل
زنجیر چھنک آئے

۱۸۴۔

یاد آئیں تری باتیں
بالو کا من ہے دکھی
ماہی بھیگ گئی آنکھیں

۱۸۵۔

مسکان بھی روٹھ گئی
بن کے کھلونا سی
تیرے ہاتھ میں ٹوٹ گئی

۱۸۶۔

کسی غیر کو اپنا کیں
رشتہ کریں ماں باپ
ہم کیسے اسے چاہیں

۱۸۷۔

تو نے منہ بنایا ہے
میرا تو دل ماہیا
تیری آنکھوں پہ آیا ہے

۱۸۸۔

سونی سی راہیں ہیں
اب تیرے قدموں کی
نہیں آتی صدائیں ہیں

۱۸۹۔

میرا چھین گئے ہیں چین
کھ تیرا من موہنا
دو شہدیلے سے نین

۱۹۰۔

دل جب سے ہوا ہے اُداس
بھوک نہیں لگتی
نینوں میں بھری ہے پیاس

۱۹۱۔

کھڑکی کے پٹ ہیں کھلے
شام سے بیٹھی رہی
میں راہ تری تکتے

۱۹۲۔

شک کرکے نہ روٹھوں گی
کر دے معاف مجھے
تیرا چین نہ لوٹوں گی

۱۹۳۔

بھیگی سی ہے پیاری شام
سوچنے لگتی ہوں
دل دینے کا میں انجام

۱۹۴۔

تقدیر کی باتیں ہیں
ازل سے لکھی یہ
تحریر کی باتیں ہیں

۱۹۵۔

وشواس نہ چھل دینا
چھوڑ گلی میری
رستہ نہ بدل دینا

۱۹۶۔

غم دل میں سمیٹ لیے
اشکوں کے سب دھبے
دامن میں لپیٹ لئے

۱۹۷۔

چمنی سے دھواں نکلے
پاس سے اُٹھ کے گیا
اب ماہی کہاں نکلے

۱۹۸۔

رنگ سرسوں کا پیلا
سوکھی جُدائی میں،
مجھے کرتا ہوا ڈھیلا

۱۹۹۔

میں نگر نگر ڈولوں
ڈھونڈوں تمہیں ہر سو
لب سے نہ مگر بولوں

۲۰۰۔

گئی رت کی کہانی ہے
سوکھے پتوں میں
اک یاد پُرانی ہے

۲۰۱۔

ہائے برہانہ سہہ پاؤں
آنسو بن کر میں
تیری یاد میں بہہ جاؤں

۲۰۲۔

خود پر ہی کیا ہے ستم
تیری محبت میں
میں نے چھوڑی لاج شرم

۲۰۳۔

مر مر کے جیتی ہوں
غم کھاتی ہوں اور
اشکوں کو پیتی ہوں

۲۰۴۔

یہ پیار تو سب کا ہے
جب سے بنا ہے جگ
اک روگ یہ تب کا ہے

۲۰۵۔

چھیڑیں ظالم سکھیاں
لب نہ کہیں کچھ بھی
تجھے ڈھونڈا کریں اکھیاں

۲۰۶۔

دو نینوں میں تو بستا
اچھا لگے جی کو
تکتے رہنا رستہ

۲۰۷۔

جب شام اُتر آئے
ایک دعا مانگوں
ماہی جلدی گھر آئے

۲۰۸۔

الفاظ اُلجھ جائیں
نین تجھے دیکھیں
اور معنی سلجھ جائیں

۲۰۹۔

تم وعدہ وفا کرنا
میری محبت ہو
مجھ سے نہ دغا کرنا

۲۱۰۔

ہوجائے نہ رسوائی
مردوں کو جگ والے
کیوں کہتے ہیں ہرجائی

۲۱۱۔

تم جب سے گئے پردیس
بھیس بدل کر غم
مرے دل کو لگائیں ٹھیس

۲۱۲۔

آہٹ پہ لگے ہیں کان
وقت پہ گھر آنا
رہ جائے گی سب میں آن

۲۱۳۔

دل خود ہی تو غم کھائے
کس سے کرے شکوہ
گر عشق اُسے ہوجائے

۲۱۴۔

دشمن سی یہ یاری ہے
جب سے بنی دنیا
تب کی بیماری ہے

۲۱۵۔

ہم لیں نہ کہیں اب جوگ
کھیل میں، بیٹھ گئے
عمروں کا لگا کر روگ

۲۱۶۔

ہائے دل رنجیدہ ہو
ہنس کے میں بات کروں
ماہی سنجیدہ ہو

۲۱۷۔

کچھ لوگ تو سوجائیں
دُکھ کے دنوں مجھ کو
ہائے نیند نہیں آئے

۲۱۸۔

بیکاری پھرتی رہوں
تو جو نہیں گھر میں
بیمار سی پھرتی رہوں

۲۱۹۔

یہی پیار کی قیمت ہے
یار کی ایک جھلک
آنکھوں کو غنیمت ہے

۲۲۰۔

ہائے روگ لگا بیٹھا
درد پرایا تھا
گھر دل میں بنا بیٹھا

۲۲۱۔

گھر سے نہ جُدا کرنا
صحن کی بیری تلے
میری قبر بنا دینا

۲۲۲۔

اب یہ ہی مرا سنسار
جاؤں کہاں مجھ کو
پنجرے سے ہوا ہے پیار

۲۲۳۔

گھر دیر سے آئے یار
ایسے ہی ہوتے ہیں
بربادیوں کے آثار

۲۲۴۔

اُس جگ میں بھی ہوگا خار
دُنیا بسائے گا کیا
جسے یاد نہ ہو گھر بار

۲۲۵۔

مجھے جینا عذاب ہوا
تم پردیس گئے
میرا موڈ خراب ہوا

۲۲۶۔

یوں یاد سے دل مہکا
مسکا دے جیسے
کوئی روٹھا ہوا بچہ

۲۲۷۔

غم سے دو چار ہوئی
تم پردیس گئے
جندڑی بیکار ہوئی

۲۲۸۔

تو پھیر نہیں نظریں
غم سے میں روہی نہ دوں
اور لوگ تجھے دیکھیں

۲۲۹۔

تو اور کا دل بر ہے
کیا کروں دل کا بتا
تیری چاہ پہ مصر ہے

۲۳۰۔

جی بھر کے نہاروں تجھے
دید کا برسے مینہ
اور نینوں کی پیاس بجھے

۲۳۱۔

نیندوں کو بلانے دے
تو نہیں آتا نہ آ
خوابوں کو تو آنے دے

۲۳۲۔

اک دل میں بسیرا ہے
یار نہیں نہ سہی
یہ پیار تو میرا ہے

۲۳۳۔

دو دن کا جیون تھا
اک دن ساتھ تھا تو
اک رستہ دیکھ کٹا

۲۳۴۔

آنسو نہ لگیں بہنے
کتنی تمنا سے
دل تجھ کو دیا میں نے

۲۳۵۔

ہر رنج لگا سہنے
دل کو تو عادت تھی
آنسو نہ لگیں بہنے

۲۳۶۔

مجھے سب کچھ بسرا دے
یاد تری آکر
میری سوچ کو بھٹکا دے

۲۳۷۔

کی کِس نے کسی سے وفا
مردوں کا دُوجا نام
ہے رکھا گیا دھوکا

۲۳۸۔

مرجاؤں گی تک رستا
جیتے رہیں دو نین
ان نینوں میں تو بستا

۲۳۹۔

ہائے دیتا نہیں جینے
چہرہ ترا مجھ سے
کیوں نیند میری چھینے

۲۴۰۔

میرا نام بھلا دے گا
چاہے میں رو رو مروں
تو مجھ کو دغا دے گا

۲۴۱۔

سنی رب نے دعا میری
اس سے نکاح ہوا
جس سے تھی رضا میری

۲۴۲۔

کس دن تیری کھڑکی کھلے
آنکھوں کو دید ملے
اور دل کی بھی پیاس بجھے

۲۴۳۔

تو جائے کہیں نہ بدل
سفر مہینوں کا
اور گزارے نہیں اک پل

۲۴۴۔

ہائے برہا کی رات ڈسے
ٹوٹ نہ جائے یہ دل
اس میں مراما ہی بسے

۲۴۵۔

کب دل کو پڑے چینا
آنکھوں پہ پہرا ہے
تجھے ڈھونڈے کہاں نینا

۲۴۶۔

دن رات جگاتی ہیں
خط تو نہیں آتا
یادیں تڑپاتی ہیں

۲۴۷۔

تیری جوگن ہو جاؤں
رادھا سی ہنس نہ سکی
میرا سی تو رو جاؤں

۲۴۸۔

ہوں برہا کی ماری
سوئی نہیں شب بھر
سر میرا ہوا بھاری

۲۴۹۔

دل بہلے نہ یادوں سے
نین لگے تجھ سے
نیندیں گئی آنکھوں سے

۲۵۰۔

میں نیند کے جھونکوں میں
شکل تری دیکھوں
نینوں کے جھروکوں میں

۲۵۱۔

ہے عید کی آس لگی
دیکھیں فلک کو لوگ
میں دیکھوں تیری کھڑکی

۲۵۲۔

غمناک نگاہیں ہیں
آنکھوں سے دور ہے تو
نمناک نگاہیں ہیں

۲۵۳۔

رنجیدہ رہتی ہوں
لوگ سمجھتے ہیں
سنجیدہ رہتی ہوں

۲۵۴۔

اب دل کو نہ تڑپاؤں
چھوڑ اے دردِ جگر
میں ہوش میں آجاؤں

۲۵۵۔

کبھی گلشن تھا شاداب
چھائی خزاں ایسی
میرے ٹوٹ گئے سب خواب

۲۵۶۔

نینوں سے نہ ہو اوجھل
دل ہوجائے اُداس
آنکھیں ہوں مری بوجھل

۲۵۷۔

یاد آئے تیرا چہرہ
آڑ سے چھت کی کبھی
چپکے سے تکے چندا

۲۵۸۔

آنکھوں میں نہ کیوں دیکھیں
روٹھے کئی دن کے
آمل کے صلح کریں

۲۵۹۔

کِس نے اُسے بہکایا
میرا تھا جو کل تک
کیوں غیروں نے اپنایا

۲۶۰۔

جس دن سے دیا تو چل
میری طبیعت ہے
اُس دن سے بہت بوجھل

۲۶۱۔

مجھے شام نظر آئے
اپنی محبت کا
انجام نظر آئے

۲۶۲۔

ہائے غم سے نڈھال ہوئی
ماہی نہیں گھر میں
کتنی بے حال ہوئی

۲۶۳۔

طوطے کے ہرے ہیں پر
برہا میں روتی ہوں
میرا دُکھتا رہتا ہے سر

۲۶۴۔

تقدیر ہے روتی ہوئی
بچھڑ کے رانجھے سے
جوں ہیر ہے روتی ہوئی

۲۶۵۔

دل دھک دھڑکے ہے
برہا میں یادوں کا
اک شعلہ سا بھڑکے ہے

۲۶۶۔

ہائے پریت سپاہی کی
رات مِلن کی اک
اک عمر جُدائی کی

۲۶۷۔

یادوں سے ہار گئی
سوچتے رہنے سے
جندڑی بیکار گئی

۲۶۸۔

برہا میں نگہ نم ہے
گھر میں نہیں ماہی
اور پھولوں پہ شبنم ہے

۲۶۹۔

نہیں مجھ کو نہیں جینا
زہر جُدائی کا
اب اور نہیں پینا

۲۷۰۔

دل سنبھل نہیں پائے
ہائے میں غمگیں ہوں
میرا سر دُکھتا جائے

☆☆

ماہیئے ہر رُت کے

O

۱۔

پھول چمیلی کے
سیر کو کیا جاؤں
بن ساتھی سہیلی کے

۲۔

وہ پیڑ چناروں کے
وادی میری میں سکھی
صحرا گلزاروں کے

۳۔

کیا حسن پہاڑوں میں
وادیوں کا جوبن
کوئی دیکھے اساڑھوں میں

۴۔

وہ جھیل ہری نیلی
وادی ہے پھولوں کی
فصلیں پیلی پیلی

۵۔

مثلِ سیماب کہیں
چشموں کی جنت ہے
جس کو لولاب کہیں

۶۔

دن میں بہلاتے ہیں
اونچے اونچے درخت
راتوں کو ڈراتے ہیں

۷۔

خوشیاں مسکاتی ہیں
ڈھیروں کتابیں ہیں
کچھ سنگی ساتھی ہیں

۸۔

اب دور نہیں جانا
شادی کی سالگرہ
تم جلدی گھر آنا

۹۔

جب بیٹے کا خط آیا
چہرے کی جھری میں
اک آنسو کہیں پھسلا

۱۰۔

دل کی توہین کروں
لوگوں کی باتوں کا
میں کیسے یقین کروں

۱۱۔

جب سے سب دُکھ بھاگا
خواجہ کے باندھ لیا
تیرے نام کا اک دھاگا

۱۲۔

حسرت ہی نہ رہ جائے
تجھ کو کسی کا کوئی
میرے سامنے کہہ جائے

۱۳۔

میں، شالی کی بالی کو
شہر میں یاد کروں
گھر کی ہریالی کو

۱۴۔

انکار نہ کر ویرا

بہن تری کنکر

ماہی اُس کا ہے اک ہیرا

۱۵۔

طنزوں سے نہیں مارو

بیٹی ہمالے کی ہوں

ہمت کو نہ للکارو

۱۶۔

سُکھ اس دل کا بھیجو

بھیا سنگ بابل

کچھ دن کا بُلا بھیجو

۱۷۔

پیڑوں پہ پھول کھلے

کتنے رتیں بیتیں

ہمیں ماہی سنگ ملے

۱۸۔

کیوں ڈر کے نکاح کروں

دل نہ ملے دل سے

میں کیسے نباہ کروں

۱۹۔

قسمت پہ بگڑتی ہوں
ساس کی آنکھوں میں
کانٹا سی کھٹکتی ہوں

۲۰۔

یوں شام بتاؤں گی
بچوں سے کھیلے گا تو
میں ~~کھانا بناؤں~~ گی

۲۱۔

زنجیر بجانا نہیں
دیر سے گھر آ کر
بچوں کو جگانا نہیں

۲۲۔

وہ ٹھنڈی چنار کی چھاؤں
شہر میرا ایسا
جوں کوئی پہاڑ کا گاؤں

۲۳۔

ترے گھر اک شے سی پڑی
یہ دُکھیاری کبھی
بابل کی چہیتی تھی

۲۴۔

مسکانیں روٹھ گئیں
سونی ہو جوں مرلی
اور تانیں روٹھ گئیں

۲۵۔

بندوقوں کے ہو گئے
گاؤں کی شان جو تھے
وہ گبرو کہیں کھو گئے

۲۶۔

ماں روتی ہے دوار کھڑی
راہ بسر گیا جو
لوٹ آئے گا کون گھڑی

۲۷۔

کم عمری میں بہکائیں
وطن کے یہ دشمن
کب رستے پر آئیں

۲۸۔

اس مہک کو یاد رکھو
مٹی وطن کی ہے
اس مٹی کی قدر کرو

۲۹۔

غصے میں سلگتے ہیں
ایسے میں ہی ماہی
مجھے بھوت سے لگتے ہیں

۳۰۔

کرتے پہ لکیریں ہیں
اوڑھنی نیلی ہے
کالی تقدیریں ہیں

۳۱۔

دیکھوں خوش ہو ہوکر
بھولی سی آنکھیں ہیں
معصوم سے چہروں پر

۳۲۔

کس طرح کوئی دیکھے
آنسو پھسلتے ہوں جب
اُن مُنے گالوں سے

۳۳۔

کسی ایسے ویسے کو
نگ سی ملی دلہن
اک کھوٹے پیسے کو

۳۴۔

ہر اک کو نہیں سمجھو
دل جس کا سندر
اُس کو ہی حسیں سمجھو

۳۵۔

دل رہ رہ جائے دھڑک
یاد آئے مجھ کو
مرے گاؤں کی کچّی سڑک

۳۶۔

ماہی کی گلیاں ہیں
چنری کے کونے بندھی
نرگس کی کلیاں ہیں

۳۷۔

گھر غیر کے جاؤں گی
دودھ کا قرض اماّں
کس طرح چکاؤں گی

۳۸۔

ڈائری پہ جمی ہے دھول
پیلے پیلے ورق
اور سوکھے ہوئے کچھ پھول

۳۹۔

جہلم ہے جہاں بہتا
اُس دھرتی سے ہے
دل کا رشتہ رہتا

۴۰۔

شربت سے گھولوں میں
اثر ہے اُف کتنا
دو میٹھے بولوں میں

۴۱۔

کِسی اور سے اُس کو کیا
پورا وہ شخص نہیں
غم جس نے نہیں دیکھا

۴۲۔

اُسے دل انسان کہے
بن مطلب کوئی
ہم سے جب بات کرے

۴۳۔

نہیں زور چلے دل پر
ماہی کو دیکھ، نشا
چھایا سب محفل پر

۴۴۔

حالات سے کیا ڈرنا
ہم کو لگے اچھا
تنہا ہی سفر کرنا

۴۵۔

رُت ہے بہاروں کی
جب تک آئے نہ تو
میں تجھ کو پکاروں گی

۴۶۔

بُلبُل دکھیاری سی
شاخ پہ کرتی ہے
کچھ آہ و زاری سی

۴۷۔

لاکھوں میں ہو اک ایسا
برسوں ہوئے میں نے
کوئی دیکھا نہ تجھ جیسا

۴۸۔

اچھا نہیں لگتا ہے
گوری کے ہاتھوں میں
اک سگرٹ جلتا ہے

۴۹۔

یوں خود کو سجاؤں گی
ماہی جو آئے گا تو
زلفیں بکھراؤں گی

۵۰۔

زنجیر نہ چھنکانا
بند ہو دروازہ
تم کھڑکی سے آجانا

۵۱۔

چُپ چاپ سی رہتی ہوں
لوگ کریں باتیں
میں کچھ نہیں کہتی ہوں

۵۲۔

اک کیا سو بار کروں
سامنے آ ماہی
تجھے ٹوٹ کے پیار کروں

۵۳۔

بھرتہ، بھر جی رکھی
آجا! پراٹھوں پر
مکھن کی ڈلی رکھی

۵۴۔

ہونے والا ہے میل
میں نے چمیلی کا
بالوں میں لگایا تیل

۵۵۔

تنہا مرجاؤں گی
رب کی قسم مجھ کو
کہیں دل نہ لگاؤں گی

۵۶۔

بندوق سے گولی چلی
دل پردیسی کو
دے کر اک بھولی چلی

۵۷۔

یوں رہتے ہیں چپ چاپ
مطلب کی خاطر
سب رکھتے ہیں میل ملاپ

۵۸۔

وادی کے عظیم چنار
انگڑائی لے کر
ہوتی ہے سحر بیدار

۵۹۔

کس کو کوئی بھاتا ہے
جس کی سفارش ہو
وہی آگے جاتا ہے

۶۰۔

کس کو بتلائے دل
حاسد ساتھی سنگ
جینا کتنا مشکل

۶۱۔

مے خوار ہو گر شوہر
ظلم کی ہوجائے حد
بیکار ہو گر شوہر

۶۲۔

یہ کیسی ریت ہے نوج
اک لڑکی سر لے
ساری سسرال کا بوجھ

۶۳۔

کوئی لڑکی بیا ہے نہیں
اپنی پسند کا وہ
کھانا تک کھائے نہیں

۶۴۔

اُس دن کی دعا مانگیں
لالچ کے مارے
اچھے انسان بنیں

۶۵۔

ہم دل کی کس سے کہیں
لوگوں کو کب فرصت
اِک دوجے کے دکھڑے سنیں

۶۶۔

سب دور بلائیں ہوں
ساتھ اگر میرے
امّاں کی دُعائیں ہوں

۶۷۔

شب میں بہلاتی ہے
چاندنی کھڑکی سے
چھن چھن کر آتی

۶۸۔

اک اور ہی روگ لگا
ماہی کو بھول مجھے
اب چاند سے عشق ہوا

۶۹۔

تھی دل بہلانے گئی
زرد چناروں نے
اک اور کہانی کہی

۷۰۔

دل کو کیا سمجھاؤں
ستم زمانہ کرے
میں غمگیں ہو جاؤں

۷۱۔

شہتوت کا پیڑ چھلا
ریشمی کیڑے پلے
گھر چڑیوں کا ٹوٹا

۷۲۔

بھولے سے نہیں بھولی
مکی کے کھیتوں کی
وہ خوشبو ہری سوندھی

۷۳۔

کیوں اکثر یوں ہوجائے
گاؤں کے باغوں میں
مجھے شہر کا گھر یاد آئے

۷۴۔

متبرک ہیں کتنی
مرشد کی باتیں
مجھے روح کے سُکھ ایسی

۷۵۔

جب جل گیا دل کا مکاں
تب سے ہوں بیٹھی ہوئی
اشکوں کی سجا کے دُکاں

۷۶۔

میرے گاؤں یوں صبح آئے
کستوری بولے
اور گیت پپیہا سُنائے

۷۷۔

کوئی آ کے مجھے سمجھائے
شہر میں، گاؤں کے
کیوں باغوں کی خوشبو آئے

۷۸۔

وشواس کا گھات کریں
مخملیں صوفوں پر
مفلِس کی جوبات کریں

۷۹۔

اب کس پہ کریں اعتبار
تین برس میں جب
چھ بار گرے سرکار

۸۰۔

کب بدلے گی سرکار
لوگوں کے چہروں پر
ہوں گے سُکھ کے آثار

۸۱۔

دن ویسے نہیں ہیں آج
پاؤں کی جوتی تھی میں
اور تو میرے سر کا تھا تاج

۸۲۔

پیہر میں کیا تھا راج
اب سسرال میں رب
اُن نازوں کی رکھنا لاج

۸۳۔

ایسا بھی ہے اپنا سماج
بیوی کرے محنت
شوہر کو ہے کام نہ کاج

۸۴۔

اس شہر کا عجب رواج
مور ہے سڑکوں پر
اور اُلو کے سر پہ ہے تاج

۸۵۔

دم آنکھ میں آیا ہے
پھیر کے تو نے نظر
مجھے کتنا رلایا ہے

۸۶۔

جذبات سے بنتے ہیں
لوک ادب ماہیے
حالات سے بنتے ہیں

۸۷۔

برکھا کی یہ رت بھیگی
ڈھونڈے نظر میری
تجھ کو اِت اُت بھیگی

۸۸۔

اسباب ہیں آہوں کے
کالی قمیض تری
روئیں تری باہوں کے

۸۹۔

تجھے مانگوں گی بھکشا میں
پریم ترا مجھ کو
ڈالے گا پرِکھشا میں

۹۰۔

دل چھن چھن ٹوٹ گیا
ماہی سلونا مرا
سکھ چین ہی لوٹ گیا

۹۱۔

تو نے چین ہی لوٹ لیا
ڈر تھا جہان کا تو
کیوں پیار کا روگ دیا

۹۲۔

ان تیرے حبیبوں سے
توڑو گے دل، یاری
کر لوں گی رقیبوں سے

۹۳۔

غمگین صدائیں دے
خوش رہ مرے ماہی
دل تجھ کو دعائیں دے

۹۴۔

کچھ بولوں خفا ہو جائے
پریوں کی محفل میں
ماہی، باآلو کو لے کے نہ جائے

۹۵۔

اس بات پہ دل مسکائے
جھوٹی خوشی کے لئے
کیوں لوگوں کا جی للچائے

۹۶۔

ہو بیٹھے میاں بیزار
لگتی ہے بیگم اب
اک دن کا پڑھا اخبار

۹۷۔

ہر شے کا لگے بازار
مردوں کی دُنیا میں
ہر عورت ہے لاچار

۹۸۔

نئی مدد خدا بھیجے
برتن گھسنے میں آج
میرے دو ناخن ٹوٹے

۹۹۔

تھک کر دونوں گھر آئے
مرد ہے نیم دراز
کیوں عورت چائے بنائے

۱۰۰۔

پی کر احسان جتائیں
میرے میاں اپنی
پیالی بھی نہیں سرکائیں

۱۰۱۔

شوہر کو نہیں احساس
کام کہوں تو کہیں
مت ہرن پہ لادیں گھاس

۱۰۲۔

انہیں عقل عطا کردے
مردوں کے اس جگ میں
عورت کو مقام ملے

۱۰۳۔

جس کی پسلی سے بنی
چیز وہ سمجھے مجھے
کوئی دوسرے درجے کی

۱۰۴۔

دل کس سے کہے دکھڑے
منصف ہم دو کو
بس ایک گواہ سمجھے

۱۰۵۔

یوں چھت کو سجاتی ہے
چاندنی چھن کے کبھی
جب پتوں سے آتی ہے

۱۰۶۔

دنیا اک دھوکا ہے
عمر ہوئی آدھی
اور آج یہ سمجھا ہے

۱۰۷۔

کیا اس سے ہو اور اچھا
باہوں میں گوری کی
ننھا سا ہے اک بچہ

۱۰۸۔

ہر کھیل کو بھول گئے
بچے میرے گھر کے
کمپیوٹر سے چپکے

۱۰۹۔

انسان پہ زہر ہے
غم یا خوشی سہنا
سوچوں پہ منحصر ہے

۱۱۰۔

جو ہوتا ہے ہونا ہے
چاندی ہے خاموشی
چپ رہ لیں، تو سونا ہے

۱۱۱۔

نفرت ہے درندوں سے
پھولوں سے پیار مجھے
اور عشق پرندوں سے

۱۱۲۔

عزت دی پیار دیا
عمر نے جاتے ہوئے
مجھے کتنا وقار دیا

۱۱۳۔

ماضی تو ہوا سپنا
آج کے بچوں کی
ہے الگ ہی اک دُنیا

۱۱۴۔

ماں کس کے سہارے جیے
بچوں کے ساتھ اگر
نہیں ٹوٹ کے پیار کرے

۱۱۵۔

خود کو سمجھاتے ہیں
رو رو کے ہم اپنی
کیوں زیست گنواتے ہیں

۱۱۶۔

ہم سے نہ کہیں ہو بھول
نیند میں کھو جائیں
اور جائے یہ زیست فضول

۱۱۷۔

چڑیوں کی صدائیں ہوں
رُت ہو بہاروں کی
بھیگی سی ہوائیں ہوں

۱۱۸۔

نیلا سبزہ دیکھوں
پیڑ کی چھاؤں سے جب
آکاش کی اور تکوں

۱۱۹۔

سونا ہی ضروری نہیں
نیند اور موت کے بیچ
کوئی ایسی بھی دوری نہیں

۱۲۰۔

یوں خود کو جگاتے ہیں
چائے پہ پی کر چائے
ہم نیند بھگاتے ہیں

۱۲۱۔

وہ گاڑی میں اونگھا کیے
ہم نے قلم لے کر
کچھ سترہ لکھے ماہیے

۱۲۲۔

دلہن کس کو بتلائے
جسم تو ساتھ آئے
دل مائکے میں رہ جائے

۱۲۳۔

کوئی دن میں بھی سوتا ہے؟
نیند کا موسم تو
بس رات میں ہوتا ہے

۱۲۴۔

کم سوؤں تو کچھ نہ کروں
ادھ کھلی آنکھوں سے
میں جانے کہاں دیکھوں

۱۲۵۔

کچھ گھنٹوں کو سوجاؤں
تُو تو ہوا نہ میرا
میں نیند کی ہوجاؤں

۱۲۶۔

تھوڑا سا سوچا کروں
خواب ترے دیکھوں
اور کچھ کچھ سوتی رہوں

۱۲۷۔

کچھ جاگوں کچھ سوؤں
اپنی مرضی کے میں
سارے سپنے دیکھوں

۱۲۸۔

سچ دیکھا ہے سپنوں میں
بعد میں برسوں کے
آبیٹھی ہوں اپنوں کے

۱۲۹۔

جانی پہچانی جگہ
مائیکے میں مل بیٹھیں
بہنیں بچپن کی طرح

۱۳۰۔

کسی وقت رُلاتے ہیں
بچپن کے وہ دن
اکثر یاد آتے ہیں

۱۳۱۔

مرا دل تڑپاتے رہے
مائیکے کی گلیوں کے
بچے یاد آتے رہے

۱۳۲۔

اونچی محرابیں ہیں
نازک شانوں پر
اک ڈھیر کتابیں ہیں

۱۳۳۔

نبھ جائے سلیقے سے
رب آزماتا ہے
اپنے ہی طریقے سے

۱۳۴۔

یہ حسن مصیبت ہے
دل میں نہ جھانکا کوئی
ہر آنکھ میں حسرت ہے

۱۳۵۔

ماں جی نہ ڈرایا کریں
امی کی طرح مجھے
دھیرے سے جگایا کریں

۱۳۶۔

دلدار ہی پہچانے
دل کی کہو اُس سے
جو قدر اس کی جانے

۱۳۷۔

ہر آنکھ لگاوٹ ہے
کتنی ہوئی مفلس
یہ حسن کی دولت ہے

۱۳۸۔

دل مت دھڑکایا کرو
ماتھا مرا چھو کے
ہولے سے جگایا کرو

۱۳۹۔

دن بھر کے ہیں کام پڑے
کس کو بھلا فرصت
جو بیٹھ کے بات کرے

۱۴۰۔

کیا لکھے شعر کہے
دل جو پریشاں ہو
تو ذہن کہاں سوچے

۱۴۱۔

کِس وقت لکھوں ماہیئے
ہر دم بچوں کے
سُلجھاتی رہوں جھگڑے

۱۴۲۔

بیٹے کشتی کھیلیں
اک بیٹی ہو تو
دو آنکھیں ٹھنڈی رہیں

۱۴۳۔

گھر لگتا ہے گھر جیسا
رونق ہے گھر کی
اک نازک سی بٹیا

۱۴۴۔

بابل سے رہے گا گلہ
رونق تھی گھر کی
کیوں مجھ کو پرایا کیا

۱۴۵۔

پڑھ پائے نہ لکھ پائے
پیٹ ہو زیادہ بھرا
سر خالی نظر آئے

۱۴۶۔

کچھ سوچنے پڑھنے دو
بگڑے ہوئے بچو
اک شعر تو کہنے دو

۱۴۷۔

کچھ سوچوں کچھ بھولوں
اتنے تناؤں میں مَیں
کس طرح سے ماہیئے کہوں

۱۴۸۔

کم کھائے جو، کام کرے
خالی ہو اندر سے
تو بنسی سُریلی بجے

۱۴۹۔

مایکا ہوا بھابی کا
ساس نند کا یہ گھر
کس گھر کو کہوں اپنا

☆☆

ماہیے محبتوں کے

O

۱۔

کب میری یہ ہمت ہو
تجھ پہ نگاہیں ہوں
آنکھوں میں شرارت ہو

۲۔

تری چابی کی گڑیا بنوں
بیٹھ کہے بیٹھوں
اُٹھ کہہ دے تو اُٹھ جاؤں

۳۔

اُس ماہی کی سنگت ہو
نینوں میں شوخی اور
چہرے پہ شرافت ہو

۴۔

کچھ نینوں سے لے کے گیا
دوار پہ دھڑکن کے
دستک سی وہ دے کے گیا

۵۔

میری سوچ کو بھٹکائے
دھیرے سے نام مرا
ماہی لے، چپ ہوجائے

۶۔

محبوب کی سنگت ہو
دل میں محبت ہو
نینوں میں لگاوٹ ہو

۷۔

یہ کیسی محبت ہے
بالو کی گلیوں میں
چِن ماہی کی جنت ہے

۸۔

بندے سے خدا ہوگا
اُس کا نہ مول کوئی
دل جس پہ فدا ہوگا

۹۔

یہ ساتھ غنیمت ہے
رات جو ڈھلنے کو ہے
اک عمر کی قیمت ہے

۱۰۔

کوئی نبض ٹٹولے مری
پیار کی کرکے نظر
ماہی نے نظر پھیری

۱۱۔

ڈرمیلی نظر کا ہے
ماہی کا مُکھ جیسے
چاند اکتوبر کا ہے

۱۲۔

کوئی کہہ دے رقیبوں سے
جس کا ہے پیار کھرا
ملا یار نصیبوں سے

۱۳۔

مصری کانوں میں گھُلے
تو میرا نام جو لے
بھادوں کے چاند تلے

۱۴۔

دھیمے سے ترا آنا
شام کو آنگن میں
بیلے کا مہک جانا

۱۵۔

تیرے نام پہ مرجائیں
کوئی ہمیں دیکھے
تو یہ آنکھیں چھلک آئیں

۱۶۔

مجھے اپنی وفا کی قسم
نین بچھائے رہوں
چاہے کرلو لاکھ ستم

۱۷۔

میں ایسی نہ ہوتی فدا
ماہی میرے کا اگر
قد لانبا نہیں ہوتا

۱۸۔

باغیچے میں آنے کو
خوشبو چمیلی کی
بھیجوں گی بلانے کو

۱۹۔

نینوں میں ستارے ہیں
ریشمی پلکوں پر
کچھ خواب کنوارے ہیں

۲۰۔

ہائے پکڑی میں جاؤنگی
چہرے کی رنگت کو
کس کس سے چھپاؤنگی

۲۱۔

کوئی کچھ نہ سمجھ جائے
زلف میری سے، تری
سگرٹ کی مہک آئے

۲۲۔

تیرے ساتھ چلی آؤں
تجھ میں ہے کیا ایسا
کہ میں جس پر اتراؤں

۲۳۔

رشتوں سے دور ہوئی
دل کے ہاتھوں میں
کتنی مجبور ہوئی

۲۴۔

میں یار کی باتوں سے
لاج سے مرجاؤں
اُن پیار کی باتوں سے

۲۵۔

کوئی مجھ کو یہ سمجھائے
گجرے کے پھول سے کیوں
تیرے سانس کی خوشبو آئے

۲۶۔

یہ سوچ کے دل دھڑکے
میری نظر سے کہیں
کوئی تیری نہ اور تکے

۲۷۔

جیون میں جگا جوتی
دل کی کلی پہ رکھ
چاہت کا کوئی موتی

۲۸۔

اندھیارے میں جوتی سے
ماہی کی موچھ گھنی
اور دانت ہیں موتی سے

۲۹۔

پلکوں کی جھکے جھالر
نینوں میں پیار گھلے
تیرا دیکھ کھلا کالر

۳۰۔

کچھ سُکھ کے دن چھانٹیں
آؤ ذرا مل کر
اک دوجے کا دُکھ بانٹیں

۳۱۔

جیون ہے کچھ دن کا
جس نے ملایا ہمیں
کریں شکر اُس محسن کا

۳۲۔

ہاتھوں میں قلم نوں تھام
کچھ بھی لگوں لکھنے
لکھ ڈالوں تمہارا نام

۳۳۔

چھت پر چہکی مینا
میں ہوں تری تُو مرا
تو بول یہ سچ ہے نا

۳۴۔

کمزور پتنگ ایسا
پیار ترا ماہی
ہے تتلی کے رنگ ایسا

۳۵۔

ریشم کے ہرے لچھے
پھیکے ترے آگے
گبرو اچھے اچھے

۳۶۔

تری چاہت طوفاں سی
منہ سے بولی نہ میں
نینوں نے مگر ہاں کی

۳۷۔

یہ جاڑا گلابی ہے
ماہی کے نین ہرے
اور چہرہ کتابی ہے

۳۸۔

جوں چاندی کی مورت
اور کسی کی کہاں
مرے ماہی سی صورت

۳۹۔

تکیے پہ بنے دو پھول
دنیا کچھ بھی کہے
مجھے جانا نہیں تم بھُول

۴۰۔

آکاش پہ تارے ہیں
اپنی خوشی سے مجھے
تیرے دُکھڑے پیارے ہیں

۴۱۔

ہریالی ہر سو ہے
تیرے پسینے میں
اس مٹی کی خوشبو ہے

۴۲۔

چمبیلی کی کلیاں ہیں
ماہی کی سیٹی ہے
اور بآلو کی گلیاں ہیں

۴۳۔

نرگس کے پھول کھلے
آمل جائیں گلے
سب بھول کے شکوے گلے

۴۴۔

اندھیاری راتوں میں
موہ لے دل ماہی
بس باتوں ہی باتوں میں

۴۵۔

باغیچے میں ناچے مور
دل کے مریضوں پر
نہیں چلتا حکیم کا زور

۴۶۔

ہیں سرخ گلاب کھلے
جس میں ہو پیار کا رنگ
اُس پر ہی شباب کھلے

۴۷۔

ہائے بالی عمریا میں
بہہ گئی ری گگری
میرے ہاتھ سے دریا میں

۴۸۔

کستوری چھکتی ہے
دل کی یہ پھلواری
یادوں سے مہکتی ہے

۴۹۔

میری بھر آئیں اکھیاں
یاد جو آئیں مجھے
میرے بچپن کی سکھیاں

۵۰۔

بارش میں دھوپ گھلی
کالی اچکن پر
ماہی پہن آئے قراقلی

۵۱۔

تیرے ساتھ بہار آئے
دیکھوں تجھے مجھکو
خود اپنے پہ پیار آئے

۵۲۔

میری نتھنی کانگ چمکے
ماہی کے آنے تک
ہو یہ بارش تھم تھم کے

۵۳۔

چنری میں ستارے لگے
راہیں تک تک ہم
کل ساری رات جگے

۵۴۔

ہری بیلیں ہیں لوکی کی
جس میں بندھی میں چلی
اک کچی سی ہے ڈوری

۵۵۔

کب نینوں سے نین ملے
دیکھ ترا مکھڑا
میرے دل کو چین ملے

۵۶۔

دل دھڑکے ہے شوروں سے
نینوں سے نین ملیں
چرچے ہوں زوروں سے

۵۷۔

مرغی کی ہے لنگڑی ٹانگ
سیدھی کلیجے چبھے
چن ماہی کی ترچھی مانگ

۵۸۔

اپنی سی نشانی دے
میری محبت کو
ننھی سی کہانی دے

۵۹۔

میں پگلی بھولی حجاب
جی بھر تکنے کو
میں نے اُلٹ دی کھٹ سے نِقاب

۶۰۔

میری چمک اُٹھیں اکھیاں
نام تیرا لوں میں
اور رشک کریں سکھیاں

۶۱۔

ہوئی جنموں کی پہچان
گھر میں رہا کوئی
کچھ دن کے لئے مہمان

۶۲۔

دُکھڑے ترے اپنا لوں
مورنی بن کر میں
ترے آنسو پی ڈالوں

۶۳۔

اندیشے ہوا کردو
قدموں کی مٹی سے
تم مانگ میری بھردو

۶۴۔

مری چال ہے دلہن کی
مٹی ہے چاندی مجھے
چن ماہی کے آنگن کی

۶۵۔

ساون کی ہواؤں میں
تجھ کو چھپالوں میں
زلفوں کی گھٹاؤں میں

۶۶۔

آ لے کر شہنائی
رستہ دیکھتی میں
کھو بیٹھوں نہ بینائی

۶۷۔

اُس مٹی کو لب سے چھوا
دو دن کو ماہی
جہاں ڈیرا لگا کے گیا

۶۸۔

سب کھیتوں پہ سبزہ ہے
آنکھوں میں شکل تری
دل پر تیرا قبضہ ہے

۶۹۔

یاری نہیں چھوٹے گی
کچے سے دھاگوں کی
زنجیر نہ ٹوٹے گی

۷۰۔

بادام پہ پھول آئے
باغ میں آئے نہ تم
ہم گھر سے فضول آئے

۷۱۔

دو اور دو چار ہوئے
سترہ مہینے ہوئے
چن ماہی سے پیار ہوئے

۷۲۔

ہاتھوں میں گجرا سجے
تیری محبت کا
نینوں میں کجرا سجے

۷۳۔

بندوق میں گولی ہے
دل دینے والی
لڑکی بڑی بھولی ہے

۷۴۔

دیو دار کے اونچے درخت
ہم کو جدا جو کرے
ہو گا وہ کوئی کم بخت

۷۵۔

ریشم کی ہری سلوار
ماہی نے دیکھا مجھے
دو نینوں میں بھر بھر پیار

۷۶۔

پازیب مری چھنکی
اپنے دوپٹے سے
تجھے جھلتی رہوں پنکھی

۷۷۔

تیرے نام کی مہندی رچوں
رب جی جودے ہمت
گھر والوں سے سب کہدوں

۷۸۔

کو کو کو کرے قمری
تو ملہار مرا
اور میں ہوں تیری ٹھمری

۷۹۔

یوں دل میں ہے یاد تری
جیسے مہک چھائے
راتوں کو چمیلی کی

۸۰۔

مرا کرتا ہے مخمل کا
آج کا دن اپنا
کس کو ہے پتہ کل کا

۸۱۔

میں دِل کی بات کروں
مُکھ پہ تیرے دمکے
اُس تِل کی بات کروں

۸۲۔

تیرے مُکھڑے پہ جو تل ہے
اصل میں دل ہے مرا
سمجھانا مشکل ہے

۸۳۔

میں ہنس دی اپنے آپ
دھڑکن کو اپنی
تیرے قدموں کی سمجھی چاپ

۸۴۔

یوں چھٹی بتائیں گے
ٹی۔وی دیکھیں گے
کچھ مل کے پکائیں گے

۸۵۔

کچھ بھی نہیں بولوں گی
روٹھا رہے گا جو تُو
میں چپ کے سے رو لوں گی

۸۶۔

کوئل کی کوٗ کوٗ ہے
روئے یاد میں دل
پردیس گیا تُو ہے

۸۷۔

اَن بُوجھی پہیلی سی
تجھ سے لپٹ جاؤں
جنگل کی چمیلی سی

۸۸۔

روؤں دیوداروں میں
تجھ سے ملی تھی یہیں
میں گزری بہاروں میں

۸۹۔

برہا کا نہ دو گے غم
عید پہ آؤ گے
مجھے چھو کر کھاؤ قسم

۹۰۔

تیرا نام پکاروں گی
یاد دکھائے گی دل
تو میں رو رو ہاروں گی

۹۱۔

مجھے یوں نہ ستانا تھا
جانا جو تھا پردیس
یہ پہلے بتانا تھا

۹۲۔

اک وہ بھی زمانا تھا
پھولوں کی طرح مجھے
اک بس مسکانا تھا

۹۳۔

جادو ہی سا کر جائے
تجھ سے زیادہ مجھے
کیوں یاد تیری آئے

۹۴۔

خود کو سمجھاؤں کیا
تُو ہر جائی ہے
میں دل کو بتاؤں کیا

۹۵۔

چھپ کے سے نہارا کروں
آنکھوں کے رستے تجھے
میں دل میں اُتارا کروں

۹۶۔

بس ساتھ ہو ماہی کا
ہاتھوں میں میرے فقط
اک ہاتھ ہو ماہی کا

۹۷۔

لڑکوں کا ہے قحط پڑا
چاند سی دُلہن سنگ
لنگور سا دُولہا کھڑا

۹۸۔

جاں عشق کے جذبے میں
روح میری، تیرے
دو نینوں کے قبضے میں

۹۹۔

خوشیاں قربان کروں
میں چن ماہی پر
صدقے جی جان کروں

۱۰۰۔

کیا میں نادان کروں
تُو جو نہیں، رو کر
میں جاں ہلکان کروں

۱۰۱۔

جی بھر کے لکھوں گی گیت
تیری محبت نے
مرے دل کو دیا سنگیت

۱۰۲۔

یوں خود کو سجایا ہے
تیرا پسند کا ہی
آج عطر لگایا ہے

۱۰۳۔

دل کیا روح دھڑکا دے
ہونٹوں کو خم دے کر
جب جب تو مُسکا دے

۱۰۴۔

ہائے کیسا یہ روگ لگا
چھوٹی سی عمر مری
اور عشق کسی سے ہُوا

۱۰۵۔

میری چاہت کا ہوجا
اپنی بانہہ پہ تو
میرا سر رکھ کر سوجا

۱۰۶۔

نینوں میں پیاس جگی
بدل انگوٹھی میں
جس دن سے تمہاری ہوئی

۱۰۷۔

جی چاہے تجھے چھولوں
چاہ میں کب کب میں
جانے کیا کیا سوچوں

۱۰۸۔

اونچے سے نکلایا ہے
خوابوں کی جنت سے
مجھے کس نے جگایا ہے

۱۰۹۔

تیرا سانولا رنگ بھایا
جلتے رہیں گبرو
مجھے تو ہی پسند آیا

۱۱۰۔

دو دن کی جوانی ہے
آج کی شام مجھے
ترے سنگ بتانی ہے

۱۱۱۔

مجھے دنیا نئی دیدے
میرے لیے اپنے
مُکھ پر داڑھی رکھ لے

۱۱۲۔

ہے کیسا یہ عجب چلن
تیری ہوئی، میرے
گھر والے بنے دشمن

۱۱۳۔

ہر رُت سے بچا لونگی
مکھ کو تیرے اپنی
زلفوں میں چھپا لونگی

۱۱۴۔

ایسا تو کوئی دیکھوں
آنکھیں یہ گیسو یہ دل
جس کی میں نذر کروں

۱۱۵۔

یہ بات کسے بتلائے
گاگر گوری بھرے
اور پیاسی بھی رہ جائے

۱۱۶۔

پورا بھی نہ ہو چاہے
آنے کا وعدہ تو کر
مجھے سجنے سنورنے دے

۱۱۷۔

دن برہا کے بھولوں میں
داڑھی تری اپنے
رخسار سے چھولوں میں

۱۱۸۔

جی بھر دلدار لکھوں
ماہیے کی بولی میں
تجھے ڈھیروں پیار لکھوں

۱۱۹۔

چاہت کی سند دیدے
میرے لیے منکھ پر
موپچھیں داڑھی رکھ لے

۱۲۰۔

یوں عشق کو پہچانا
روح کے ناطوں کو
جسموں سے الگ جانا

۱۲۱۔

مجھے خود سے ملایا ہے
چاہ نے تیری مجھے
شرمانا سکھایا ہے

۱۲۲۔

تیرے ماتھے سجیں لچھے
زلفوں پہ جاں واری
اور دل تجھ پہ صدقے

۱۲۳۔

نہیں تجھ سا کوئی جادُو
چاند سا دکھتا ہے
ماہی ترچھی مانگ میں تُو

☆☆

ماہیے برساتوں کے

O

۱۔

سن کر کوئل کی کوک
رُت برساتوں کی
مرے دل میں اُٹھے ہے ہوک

۲۔

چھائی ہے مہک ہرسو
دور پڑی بارش
لائی ہے ہوا خوشبو

۳۔

میرے رہتے ہیں ہوش اُڑے
بارش کی رُت میں
مجھے کوئی بھی کچھ نہ کہے

۴۔

دل تجھ کو یاد کرے
ٹین کی چھت پر جب
پانی ٹپ ٹپ برسے

۵۔

اک بیل چمیلی کی
آ کے خبر لے لو
ساون میں اکیلی کی

۶۔

ہر پھول پہ شبنم ہے
لے کر آ چھتری ہے
برسات کا موسم ہے

۷۔

زرخیز زمیں جیسا
برکھا میں چاند لگے
مجھے تیری ہنسی جیسا

۸۔

ٹپ ٹپ بارش برسے
ماہی کے جلوے کو
ہائے کیسے یہ دل ترسے

۹۔

ساون کی بارش میں
آنکھیں سلگتی ہیں
دیدار کی خواہش میں

۱۰۔

بدلی ہے ساون کی
لاج رہے پریتم
بچپن کے بندھن کی

۱۱۔

میرے بہنے لگے آنسو
آج گھٹاؤں میں
تم آئے نظر ہر سُو

۱۲۔

کس نگر کو جا کھو گئے
کیوں برساتوں میں
ماہی پردیسی ہو گئے

۱۳۔

ان ٹھنڈی ہواؤں میں
ڈھونڈوں جھلک تیری
بادل میں گھٹاؤں میں

۱۴۔

رم جھم پانی برسا
تجھ سا ماہی کوئی
سارے جگ میں نہیں دوجا

۱۵۔

ٹپ ٹپ بوندیں ٹپکیں
شب بھر راہ تکی
پلکیں بھی نہیں جھپکیں

۱۶۔

جس دن برکھا برسے
پاس مرے رہنا
جانا نہ کہیں گھر سے

۱۷۔

وادی پہ نشا چھائے
جنگلی درختوں کی
بارش خوشبو لائے

۱۸۔

کبھی بھولے سے دِکھ جائے
پانی کی بوندوں میں
جب چھُپ کے ہوا آئے

۱۹۔

ٹھنڈک چھائی ہر سو
پانی کے قطرے گرے
مٹی سے اُٹھی خوشبو

۲۰۔

لے کر پانی آجا
گرمی سے دُکھ گیا جی
برکھا رانی آجا

۲۱۔

بارش کی کریں گے بات
سوچ کے جھیلوں کو
ہم گرمی کو دیں گے مات

۲۲۔

پوری ہوگی خواہش
مٹی کی آئی مہک
کہیں دور ہوئی بارش

۲۳۔

کوئی یاد نہ آئے غم
سب میں پسند مجھے
بارش کا ہی اِک موسم

۲۴۔

اب دن ہو کہ چاہے رات
تو نہیں پاس تو پھر
چولہے میں گئی برسات

۲۵۔

یادوں میں جیا گُم ہے
بوندوں کا چھت پر
پُر سوز ترنم ہے

☆☆

ماہیئے ملن کے

O

۱۔

گوری شرماتی ہے
کنگنا چھنکا کر
ساجن کو جگاتی ہے

۲۔

دو دن کی بہاروں کا
ماہی عاشق ہو
لب کا، رخساروں کا

۳۔

نہیں پیار اسے مانوں
بالوں میں چاندی ہو
جب چاہو تو جانوں

۴۔

مہندی سے مہکتے ہاتھ
تجھ سے کریں بنتی
کہیں چھوڑ نہ دینا ساتھ

۵۔

خوشبو بھینی بھینی
تو ہے جو قند سیاہ
میں ہوں تیری شیرینی

۶۔

کھڑکی سے چاند دِکھے
تیری محبت میں
ہم کیوں بے مول بکے

۷۔

بھیگے ہیں پتے ہرے
چاہے پرکھ لے تُو
ہم پیار میں کتنے کھرے

۸۔

ماہی کہتا ہے لب کو کلی
زلفوں کو بدلی اور
مجھ پگلی کو پگلی

۹۔

چھوڑا بابل کا نگر
رشتوں کی لاج رہے
مجھے یاد نہ آئے گھر

۱۰۔

ہائے کیا میرا حال ہوا
کان میں بولے سجن
اور مکھ میرا لال ہوا

۱۱۔

لیلیٰ سسّی، صاحباں
سب کی محبت کا
دشمن ہی رہا تھا جہاں

۱۲۔

تیرا خواب جو دیکھا ہے
کون مٹائے گا یہ
تقدیر کا لیکھا ہے

۱۳۔

دل میرا یہ پاگل سا
تجھ کو بسا بیٹھا
ان آنکھوں میں کاجل سا

۱۴۔

مجھے لاگی لگن سُن کر
رادھا سی بھولی سُدھ
تری بانسریا سُن کر

۱۵۔

کیوں تان مدھر چھیڑی
کیسے سجن آؤں
مرے پاؤں پڑی بیڑی

۱۶۔

میں سُدھ بدھ کھو جاؤں
سینے پر تیرے
سر رکھ کر سو جاؤں

۱۷۔

گھر دوار پہ تالا ہے
کھڑکی کے نیچے کھڑا
ماہی متوالا ہے

۱۸۔

تقدیر میری نکھرے
سنوری یہ زلف میری
تیرے بازو پہ جا بکھرے

۱۹۔

باہوں کو جکڑ لے گا
ہاتھ چھڑاؤں گی تو
ماہی چوٹی پکڑ لے گا

۲۰۔

تقدیر سے لڑلوں گی
ہاتھ چھڑاؤ گے تو
میں پاؤں پکڑ لوں گی

۲۱۔

تقدیر سنور جائے
آئینہ دیکھوں میں
تو مجھ کو نظر آئے

۲۲۔

دُکھ ماہی کا میں جھیلوں
اپنی ہنسی دے کر
سارے دکھڑے لے لوں

۲۳۔

تجھ سے بستا ہے گھر
تو جو نہیں گھر میں
تو خاک اُڑے در پر

۲۴۔

بیلیں بھی سجاؤں گی
تیرے گُلو بند پر
گل بُوٹے بناؤں گی

۲۵۔

سکھیاں رہ جائیں گی دنگ
پہن کے آجانا
تو میری پسند کا رنگ

۲۶۔

دل جاں واری جائے
کالی قمیص میں تو
ماہی رانجھا نظر آئے

۲۷۔

جگ میں ہوگی تھوڑی؟
تیرے مرے جیسی
کوئی دوجی نہیں جوڑی

۲۸۔

نظروں سے پیار کروں
میں تیرے پاؤں کے
پلکوں سے خار چنوں

۲۹۔

نغموں سے لبھاتی ہے
دیکھ مجھے، کوئل
منڈیر پہ گاتی ہے

۳۰۔

عاجز ہوں زمانے سے
سَو کی ہوئی دشمن
اک کو اپنانے سے

۳۱۔

بدلی سے چاند دکھے
ماہی کے مکھڑے پر
داڑھی کچھ ایسی سجے

۳۲۔

مجھ سے بھی حسین ہے تو
میٹھی اگر ہوں میں
تو پھر نمکین ہے تو

۳۳۔

سُکھ کا لمحہ سو جائے
رات ملن کی ہو جب
کیوں جلدی سحر ہو جائے

۳۴۔

میں دو دن تک روٹھی
ماہی نے جکڑا تھا ہاتھ
اک چوڑی مری ٹوٹی

۳۵۔

اس مکھڑے پر گھونگھٹ ہو
دوار پہ، ماہی کے
آجانے کی آہٹ ہو

۳۶۔

سینے سے لگاؤں جسے
دے جا نشانی کوئی
گودی میں کھلاؤں جسے

۳۷۔

پہلے تو تم ہی تم تھے
پیار میں شامل ہیں
اب ننھے سے دو بچے

۳۸۔

تجھ کو دیوانہ کہے
مجھ کو بھی پاگل
بے درد زمانہ کہے

۳۹۔

کاغذ سے قلم کا ہے
رشتہ مرا تیرا
کتنے ہی جنم کا ہے

۴۰۔

دن رات دُعا کی ہے
جب جا کر مجھ سے
ماہی نے وفا کی ہے

۴۱۔

مجھے وعدہ یہ کرنا ہے
جینا ہے ساتھ ترے
اور پہلے ہی مرنا ہے

۴۲۔

اک جادو سا چھا جائے
آج ہوا سے ترے
ہاتھوں کی مہک آئے

۴۳۔

میرا پیار فضول گیا
دل لے کر ماہی
مجھے چپکے سے بھول گیا

۴۴۔

میری سب سے پسند اچھی
ماہی کا مکھڑا شہد
اور باتیں ہیں قند، اچھی

۴۵۔

سردی سے جمے پانی
تو نہ نظر آئے
آنکھوں سے بہے پانی

۴۶۔

جگ اندھا کبھی سمجھے
عاشق کی حالت
اے کاش کوئی سمجھے

۴۷۔

اس چاندی کی مُندری سے
تیری مہک آئے
مجھے گوٹے کی چُنری سے

۴۸۔

دنیا مری اُجڑے گی
تیری نظر جس دن
کسی اور کو دیکھے گی

۴۹۔

مجھے اپنا ہی کر ڈالا
ماہی نے پھولوں سے
میری زلفوں کو بھر ڈالا

۵۰۔

نہیں دور رہیں گے کبھی
چاند سے مُکھ والے
دُکھ سُکھ باٹیں گے سبھی

۵۱۔

آنکھوں سے سمجھ لو بات
کیوں میں کہوں لب سے
تیرے سامنے ہیں حالات

۵۲۔

اک چنری رنگوادے
کُرتی میں لے آئی
تُو لاچا تو منگوا دے

۵۳۔

ریشم کمخاب نہیں
ململ لادے جوتُو
اُس کا بھی جواب نہیں

۵۴۔

ماہی سنگ یاری ہے
لال چُنریا ہے
گوٹے کی کناری ہے

۵۵۔

یوں روشن رات کروں
پاس تیرے بیٹھوں
اور چاند کی بات کروں

۵۶۔

کتنی مسرور ہوئی
تم نے ہاں کردی
مری مشکل دور ہوئی

۵۷۔

تو رُوح کو پیارا لگے
دیکھوں تجھے تب تب
جب تو نہ مجھے دیکھے

۵۸۔

ترے نینوں نے موہ لیا
برسوں بعد سُنی
دل نے دھڑکن کی صدا

۵۹۔

چند سپنے سجانے دے
اپنے گلو بند سے
مرے لب چھو جانے دے

۶۰۔

سنسار ملے مجھ کو
تو مجھے دیکھا کرے
میں دیکھا کروں تجھ کو

۶۱۔

کچھ جانِ وفا کردوں
ہنس کے تُو بول ذرا
میں جان فدا کردوں

۶۲۔

کچھ پل میرے ساتھ بِتا
موتیے کا میں نے
بالوں میں ٹنگا گجرا

۶۳۔

مجھے لاگی لگن کیسی
پہروں دیکھ تجھے
آنکھیں نہ تھکیں میری

۶۴۔

ہر مشکل ہوجائے حل
ہاتھ پکڑ کے مرا
تُو اک دن میلے چل

۶۵۔

کچھ سوچوں نہ کچھ بولوں
کچھ پل ساتھ ترے
تنہائی میں بیٹھی رہوں

۶۶۔

دل خود کو بہت سمجھائے
صندل کا جس دن
تو داڑھی میں عطر لگائے

۶۷۔

نینوں کو نشا سا چڑھے
جتنا تجھے دیکھوں
تیری دیدکی پیاس بڑھے

۶۸۔

بارش سے دُھلے ہیں شجر
لے لوں گی جان اپنی
ماہی بھولے گا مجھ کو اگر

۶۹۔

شرمیلا پیار بھرا
بالو کے نینوں میں
نندیا کا خمار بھرا

۷۰۔

اب بات میری سن لے
منگی کر، مجھ کو
اپنی دلہن چن لے

۷۱۔

مِنّت سے سماجت سے
ہم نے مناہی لیا
ماہی کو لجاجت سے

۷۲۔

رس پیار کا گھل جائے
پھول میں بن گئی ہوں
ماہی بھنورا بن آئے

۷۳۔

اردو سے سجے ماہیئے
مہکا کئے تھے جو
پنجابی کی خوشبو سے

☆☆

ماہیئے گرمیوں کے

O

۱۔

ساری سُستی دور کرے
گرم دوپہروں میں
کوئل جو کہیں کوکے

۲۔

جی لیں گے نصیبوں سے
گرمی کی شدت کو
کوئی پوچھے غریبوں سے

۳۔

ہائے رات نہ کٹ پائے
گرمی کے موسم میں
کہیں بجلی چلی جائے

۴۔

چبھتے ہیں تپش کے تیر
مئی کے مہینے میں
مجھے یاد آئے کشمیر

۵۔

اوپر سے اگن برسے
ٹھنڈی ہوا کے لئے
کس طرح جیا ترسے

۶۔

ہم کِس سے کریں فریاد
بجلی کے جانے پر
ہمیں آتی ہیں جھیلیں یاد

۷۔

فردوس میں چھوڑ آئی
دوزخ کے رُخ پر
تقدیر مجھے لائی

۸۔

گرمی میں ہے سیر فضول
سحر کے وقت بھی اب
باغیچے میں اُڑتی ہے دھول

۹۔
یہ کھولتے شام و سحر
گرمی سے تپتی ہے رات
دن جلتے ہیں رہ رہ کر

۱۰۔
بوندوں کو گھٹاؤں کو
سوچ کے خوش ہو لوں
میں ٹھنڈی ہواؤں کو

۱۱۔
ٹھنڈک کو نظر ترسے
بن کے پسینہ مری
نس نس سے لہو برسے

۱۲۔
موسم سے ایسے لڑیں
گرم دوپہروں میں
جھیلوں کی بات کریں

۱۳۔
کچھ ذہن کو ٹھنڈا کرو
گرمی ہے شدت کی
تم اتنا نہ غصہ کرو

۱۴۔

ہریالی بھی کمھلائے
گرمی کی شدت سے
شبنم بھی ہوا ہوجائے

۱۵۔

کیا لطف نہانے میں آئے
گرمی کے موسم کی
اک بات یہی بس بھائے

۱۶۔

دوپہر کٹے کیسے
سردی تو سہہ لیتی
مرجاوں گی گرمی سے

۱۷۔

حدت سے بدن کمھلائے
پی پی کر پانی
مجھے چین کہاں سے آئے

۱۸۔

کیا غضب خدایا ہے
گرمی کے موسم نے
کئی بار رُلایا ہے

۱۹۔

ہر شے سے برستی ہے آگ
گرمی کی شدت سے
میں نیند سے اُٹھتی ہوں جاگ

۲۰۔

کچھ ایسے بھی ہیں گھر
بھولیں چلاکر لوگ
پانی کے لئے موٹر

۲۱۔

بس گرمی میں پانی بھائے
ٹھنڈی گھڑونچی سے
اک سوندھی سی خوشبو آئے

۲۲۔

گرمی سے بچائے خدا
آگ سا موسم ہے
اور شعلوں سے کھیلے ہوا

۲۳۔

اکثر یوں ہی ہوجائے
گرمی کے موسم میں
پانی کی کمی ہوجائے

۲۴۔

اف کیسی بلا آئے
جون میں کھڑکی سے
دوزخ کی ہوا آئے

۲۵۔

اُف کیا گرمی دیکھی
آج سحر میں بھی
لوٗ چلتی ہوئی دیکھی

۲۶۔

نل کو نہ کھلا چھوڑو
گرمی میں ہوتا ہے کم
پانی کی تو قدر کرو

۲۷۔

جی کو کیا بہلائیں
گرمی ہے اتنی کہ بس
آنسو ہی نکل آئیں

۲۸۔

تھوڑی ہو تو اچھی ہے
لُو کے تھپیڑے پڑیں
یہ بھی کوئی گرمی ہے

۲۹۔

بارش کی کریں گے بات
سوچ کے جھیلوں کو
ہم گرمی کو دیں گے مات

۳۰۔

من حدت سے کھولا
دنیا، دوزخ میں
کچھ فرق تو ہو مولا

۳۱۔

لے کر پانی آجا
دُکھ گیا گرمی سے جی
برکھا رانی آجا

۳۲۔

دل بارش کو روئے
ٹھنڈا تو تھا کمرہ
ہم پھر بھی نہیں سوئے

☆☆

کچھ ماہیے مایوسیوں کے

O

۱۔

دل اب پتھر کا ہوا
تیری جفاؤں کا
خود کو عادی ہے کیا

۲۔

یوں کرنا نہیں تھی جفا
تجھ سے بھی بدلہ
اس بات کا، لے گا خدا

۳۔

نہیں چاہت جینے کی
اور نہیں ہمت
اس زہر کو پینے کی

۴۔

ہر رنج کو سہنے کی
کی تھی بہت کوشش
میں نے زندہ رہنے کی

۵۔

ساری ہمت ٹوٹ گئی
روٹھ گیا ماہی
میری لُٹ گئی دنیا ہی

۶۔

میں سچ مچ ہار گئی
سارے ہی جیون میں
کچھ اچھا تو کر نہ سکی

۷۔

ہر سُو تاریکی ہے
ایک ہوں میں اور اِک
میری مایوسی ہے

۸۔

جینے کی نہیں خواہش
جیت گئے دشمن
اب کس سے ہے کیا رنجش

۹۔

خوشبو کا بسیرا تھا
اس دل میں بھی کبھی
کچھ خوشیوں کا ڈیرا تھا

۱۰۔

اک دید کو دل ترسے
چاند سے ماہی سے
اک عمر ہوئی بچھڑے

۱۱۔

مٹی کی مہک آئے
ماہیئے لکھتے ہوئے
من خوشبو سے بھر جائے

۱۲۔

تھوڑی سی ہے باقی حیات
آئے گا کب وہ دن
میری رنج سے ہوگی نجات

۱۳۔

ہائے کھا گئی میں دھوکا
بھول سے دیکھا نہیں
تصویر کا رُخ دوجا

۱۴۔

تجھ پر جو کیا تھا یقیں
یہیں ترے چہرے کئی
اک بار بھی سوچا نہیں

۱۵۔

کئی بار اُداس رہی
تیرے کرم کی، خدا
ہر وقت ہی آس رہی

۱۶۔

ہوں رُوح میں ہاری ہوئی
جینے کی کوشش میں
میری موت سے یاری ہوئی

۱۷۔

کب تک مایوس رہوں
کتنے دن آخر
میں غم کے گیت لکھوں

۱۸۔

میری دنیا اُجڑ گئی
مجھ سے قسم لے کوئی
کوئی جینے کی چاہ نہیں

۱۹۔

کیا لطف ہے جینے میں
میں اور تنہائی
ساون کے مہینے میں

۲۰۔

کتنی بے حال ہوئی
کوئی سنبھالے مجھے
میں غم سے نڈھال ہوئی

۲۱۔

غم دل میں گھنیرا ہے
درد جگر میں ہے
آنکھوں میں اندھیرا ہے

۲۲۔

کب ٹھہرے گا یہ طوفان
اُف یہ پریشانی
تنکا سی ہماری جان

۲۳۔

کوئی صبح میری نکھرے
آئے کوئی تو کبھی
رُخ رنج کا جو بدلے

۲۴۔

میری ٹوٹ گئی ہر آس
ساری عمر کا مجھے
کوئی دے کے گیا بن باس

۲۵۔

ہر سانس ستم ہوگئی
اتنے ملے غم، میں
غم کھا کھا کے غم ہوگئی

۲۶۔

بسمل سا پھڑک اُٹھے
آہ بھروں تو دل
سینے میں تڑپ اُٹھے

۲۷۔

بہہ بہہ کے تھکاتے ہیں
اشک میرے دل میں
پھندا سا لگاتے ہیں

۲۸۔

کِس کِس سے بتاتی پھروں
کوئی نہ دیکھے کہیں
میں آنسو چھپاتی رہوں

۲۹۔

دل میں ہی سمایا رہے
راز میرے دل کا
افشا نہیں ہو جائے

۳۰۔

ہائے غم کو چھپا نہ سکوں
آہ نکل جائے
میں کتنے بھی جتن کروں

۳۱۔

کچھ بھی نہ بتاؤں گی
چھیڑو نہ سکھیو مجھے
رونے لگ جاؤں گی

۳۲۔

اب یہ میرا حال ہوا
آج تو کتنی دفعہ
جاں دے دوں، خیال ہوا

۳۳۔

سب خوشیوں سے ڈرتا ہے
اب تو میرا ہر پل
دل رونے کو کرتا ہے

۳۴۔

خود چاکِ جگر سینا
اتنا میرے رب، غم
انسان کو مت دینا

۳۵۔

بس مرگ جوانی ہو
آہوں بھری چند کی
اب ختم کہانی ہو

۳۶۔

جیتی گڑیا دیتا
رب جو میرا مجھ کو
بس اک بیٹا دیتا

۳۷۔

بیٹی ہو تو کچھ سکھ دے
بیٹے نہ سمجھیں گے
اپنی ماں کے دکھڑے

۳۸۔

یہ گھر ہے یا کوئی شراپ
بچے سے ہیں تینوں
یہ بیٹے اور اِن کا باپ

۳۹۔

کون اُس کے مقابل ہے
جس کو کہیں عورت
مخلوق وہ افضل ہے

۴۰۔

کچھ اپنی خیریت دے
فون نہیں کرتا
اک 'ایس ایم ایس' کردے

۴۱۔

مردانہ صفاری ہیں
پھکیے ہیں کرتے سبھی
پینٹیں نصواری ہیں

۴۲۔

گھر میں ہو اک بٹیا
الگن پہ لٹکا
ہو آنچل رنگیں سا

۴۳۔

جاں میری جلاتے ہیں
بچے بجاتے ہیں 'ڈرم'
یا 'ویٹ' اٹھاتے ہیں

۴۴۔

بد ذوق میرے بیٹے
موزے ہیں کرسی پر
بستر پہ پڑے کپڑے

۴۵۔

مجھے فکر ہے دنیا کی
جنگ میں جھونک اسے
برباد نہ کردے کوئی

۴۶۔

کہیں جھگڑا نہ اب ہوجائے
بات میری سن کر
میرے ماہی کو غصہ آئے

۴۷۔

کیا کر لیں گے دیکھوں گی
چٹھی میں چھٹی کی
اک عرضی بھی لکھ دوں گی

۴۸۔

آنکھوں میں پانی ہے
تیرے بغیر مجھے
روتی یہ جوانی ہے

۴۹۔

آکاش پہ بادل ہیں
دنیا کہے کچھ بھی
ہم تم پہ ہی پاگل ہیں

۵۰۔

گیندے کی یہ کیاری ہے
جان سے مجھ کو مری
عزت ہی تو پیاری ہے

۵۱۔

کیوں ناک چڑھائی ہے
مجھ کو پسند تری
مسکان ہی آئی ہے

☆☆

متفرقات

O

وہ پاس رہ کے ہمیں اس قدر ستاتا ہے
تو دور جانے پہ کیوں ایسے یاد آتا ہے

جواز مانگتا ہے ذہن دل کی اک ہاں کا
معاملے ہیں بہت ناتواں سی اک جاں کے

بجز حسن کے تیرے پاس اور کیا ہے
وفا کوئی تجھ سے بھلا کیوں کرے گا

میرے خوابوں کا کیا ہے جس نے خوں
اس کے خوابوں کو خدا سچا کرے

نیند کی خاطر جلتی تھکی ہوئی آنکھوں سے
گرم آنسو برسائے ہیں راتوں کو ہم نے

کچھ غلط جب نہیں کیا ہم نے
ٹھیک کر دے ہمارے مولا ہمیں

یہ اور بات ہے ہم دور تم سے ہیں کب سے
یہ اور بات ہے تم پاس پاس رہتے ہو

دل خود دار تو شکوہ بھی نہیں کرپایا
اور وہ اندازِ تخاطب تھا کہ جاں لے کے رہا

اس نے کھانے کو ہاں کردی
مل گئی ماں کو ساری جنت

کہاں کس طرح ہوگئی غلطی
یہی وقت خود احتسابی کا ہے

بہت کام کرنے ہیں دن میں مجھے
بحث مت کرو تھوڑا سونے بھی دو

نظر بالغ قلم منصف یہ تعمیری صحافت ہے
تعمق قوم کی خاطر خدا کی بھی عبادت ہے

رنجشیں پالنا نہیں آتا
ہم محبت کے لوگ ہیں بھائی

ہے زخم زخم ترا شہر مل گئی ہے خبر
گھُل آئیں سرخیاں میری ندی کے پانی میں

میں تنہائی کو اک تقریب کی طرح سمجھتی تھی
کہ مجھ کو جان لیوا سا اکیلا پن ملا کب تھا

کسی شے کے قابل نہ خود کو بتایا
کہیں پائی جاتی ہے ایسی حلیمی

قلم اداس تھا، تحریر بین کرتی تھی
تمہاری آنکھ ہوئی نم، معاف کردینا

یہ شامِ گرچہ لگتی ہے ہمیشہ روح پروری
تو سناٹا کہاں سے آ ٹھہرتا ہے مرے دل میں

میں سانپ کے ہی تصور سے کانپ جاتی تھی
وہ آستین میں مری تھا، مجھے خبر نہ ہوئی

مری حق تلفیوں کو گن رہا ہے
وہ مصنف ہے سبھی کچھ دیکھتا ہے

بلندی کا زینہ عاؤں پہ ہے
دعائیں نہ ہوں گی تو گر جائے گا

عمر پر ہم کو ترنّم، ناز ہے
رائیگاں اک دن نہیں جانے دیا

مری لغزش نہ دل پر لو
ہوئی غمگیں ہوش تھوڑی ہے

کوئی دوسرا گر غلط کر رہا ہے
اداس اپنے دل کو نہ تم ہونے دینا

اگر لکھا تھا اتنا کم سکوں میرے مقدر میں
تو مجھ میں بے سکونی جھیلنے کی بھی تو طاقت ہو

لیے خورشید کا پیغام چلی تھیں کرنیں
ہوگئی گھاس پر بیٹھی ہوئی شبنم، پانی

تم اپنے خواب نہ مجھ پر کرو مسلط یوں
وہ اور لوگ تھے الہام جن کو ہوتا تھا

زیادہ ہیں اگر چیزیں، نہ ضائع ہونے دو ان کو
کہ اک چھوڑی ہوئی شے، دوسرے کے کام آتی ہے

میں بس کر جنگلوں میں طائروں کو سن کے خوش ہوں گی
کہ انسانوں کی آوازیں مجھے اکثر ڈراتی ہیں
لگی رہتی ہیں در پر عمر بھر ماں باپ کی آنکھیں
نکل جاتے ہیں بچے اپنے خوابوں کے تعاقب میں

کوئی پردیس کیسے بھیجتا ہے
بنا بچوں کے مر جاؤں گی گھر میں

وہ کچھ ویزے کی باتیں کر رہے تھے
یہ بچے آگئے کس کے اثر میں

بے رحم سو بھی گئے، تلخ کلامی کر کے
سوچ حساس میری روئے گی کل صبح تلک

میں جھلاہٹ میں کہہ دوں گی کہ گھر سے دور بھاگوں گی
مگر دو دن ہو جانا، غم میں دو دو رات جاگوں گی

اک نظر نگراں ہے ہر شے کی طرف
ایک طاقت ہر جگہ موجود ہے

ایک کیا تھی زندگی بابل کے گھر
اک جنم کے قرض کا یہ سود ہے

مجھے رکھنا تناؤ میں، یونہی خود بھی جئے جانا
ذرا سی زندگی ہے، تم لڑائی ہی کیے جانا
بول نہیں یوں پیہو پیہو
چھیڑ نہ بلبل ہجر کا راگ

وہ ہے نگراں بیاض کی جانب
میری اسناد ہیں کرم خردہ

کوئی ناداں ہے، عقل سے میری
میں ہوں ناداں سی بن کے افسردہ

چھڑکتا جان ہے جو اس پہ مرتی ہوں
میں شوہر سے مُسلسل پیار کرتی ہوں

بند کواڑوں تک جا کر لوٹ آئی دل کی ہر دستک
جیسے چڑیاں کانچ سے ٹکرا کر گرنے سی لگتی ہیں

میرے بچے گھر میں رہ کر بھی اوجھل ہیں آنکھوں سے
آنکھوں میں پانی ہے اتنا جیسے آنکھیں پانی میں

نئی نئی ہریالی اوڑھے شرماتی ہیں
شامیں میرے گھر آنگن کی نازک نازک

حاسد آنکھیں، دل کے شیشے پر پتھر سی لگتی تھیں
تم نے اپنی سی نظروں سے دیکھا، ہوں ممنون تری
رقص سا کرتی جاتی پتوں میں یہ کرنیں
جوں مسکائے رہ رہ کر اک ننھا سا بچہ

سجاتی ہوں یہ سوچ کر روز گھر کو
کہ شاید ملے تجھ کو آنے کی فرصت

بدل ڈالا ہم نے بھی اب تھک کے، رستہ
تجھے بھی نہیں تھی نبھانے کی فرصت

کہیں جا کے روتے مگر کب ملے گی
وہ ، فرصت سے آنسو بہانے کی فرصت

شام ابھی چپ ہوجائے گی
اور اندھیرا بولے گا

میں بے رنگ چٹھی سی کب سے یہی سوچتی جا رہی ہوں
یہ خط جو پہنچتے نہیں منزلوں پر، کہاں جاتے ہوں گے

سکھ کے نغمے ٹولیوں میں گاتے تھے جو، شام سے
کتنی مٹی کی تہوں میں سوگئے آرام سے
اور پیچھے رہنے والے ہوگئے بے نام سے

کس نے فرصت سے کیا بارود استعمال اِدھر
برف پر چھائی سیاہی پانیوں میں سرخیاں
مال و جاں لوٹا اڑائی آبرو کی دھجیاں

نعمتوں میں عظیم تر، شب ہے
خود سے ملنے کا وقت ملتا ہے

بنائی تھی عزت، مگر ہیں قبول
ترے نام سے ہم کو رسوائیاں

تری راہ تکتے گزر جائیں جو
بڑی پُرسکوں ہیں وہ تنہائیاں

یہاں ہیں اشاروں پہ بھی بندشیں
جھلک اٹھی تھیں چھپتی پرچھائیاں

وہ جیئے سو برس دعا ہے میری
اس نے اپنا نہیں کہا تھا کبھی

کچھ انس ہو گیا ہے ہمیں مشکلوں کے ساتھ
کُھلنے سی لگ پڑی ہے یہ خدشات کی کمی

خوش وقتی میں کام کی کوئی بات نہ کی تھی
اب نفرت کی آگ سے اک شاہکار لکھیں گے

دو مصرعوں کی طرح ساتھ چلے ہیں ہم
نثر کے جملے کی صورت، اک ہو نہ سکے

میں صبحیں اپنی بہلانے کو کوشاں رہتی تھی دن بھر
ترے دل کو بھی آتی ہوگی اکثر شام بہلانے

ابھی تھا شور چڑیوں کا
ابھی چپ ہوگئی ہے شام

شوقِ گفتار خموشی سے کرے کیسے نباہ
رابطے بند ہیں، دل کو بھی کہاں دل سے ہے راہ

کس گماں میں تم نے ہم کو پھول یہ کھلتے، دیے
تم چمکتی لو کی صورت اور ہم بجھتے دیے

خاک ہوجائیں گے تیری خاطر
دل تو کچھ بھی نہیں، سمجھ لینا

وہ ہمیشہ ہے ہر جگہ موجود
چاہے اس کو کہیں سمجھ لینا
دھول ہے ترے آستانے کی
اور میری جبیں سمجھ لینا

شخصیت میں ہی اک حلیمی ہے
ہم کو خائف نہیں سمجھ لینا

جان دیتے ہیں غم میں لوگ جہاں
ہم کو بھی تم وہیں سمجھ لینا

جن کی شیریں زباں زیادہ ہے
جیب میں میقراض رکھتے ہیں

آنکھ ملنے سے ہچکچاتے ہیں
کیا کوئی دل میں راز رکھتے ہیں

ڈال پر پالتے ہیں وہ چڑیاں
اور کمروں میں باز رکھتے ہیں

بے وفائی تمہیں مبارک ہو
گو کہ ہم بھی جواز رکھتے ہیں

بارشیں اتنی ہوئیں، رستہ ہی سارا بہہ گیا
جابجا کیچڑ کے نیچے اک نشاں سا رہ گیا
مسکرایا تھا وہ کہہ کر، اب جدا ہوتے ہیں ہم
اور کچھ سمجھی تھی میں، وہ اور ہی کچھ کہہ گیا

اک ذرا سی بات پر آنسو نکلتے رہتے تھے
دل کی یہ حالت ہے، ان کی بے رخی تک سہہ گیا

کیسی لاپرواہی سے کپڑوں میں ڈھونڈے وہ جراب
اتنی محنت سے لگایا تھا جو میں نے تہ، گیا

سلیٹی آسماں پر قرمزی سا ابر رقصاں ہے
الگ غمزے سے ڈوبا آج سورج شام کی خاطر

ستمگر کی مدد کو دوڑتے ہیں وردیوں والے
انہیں انعام ملتا ہے، اسی کہرام کی خاطر

ہری چنری میں سلمے ٹانک، تیری راہ تکتی ہوں
پری ہو سبز جیسے، منتظر گلفام کی خاطر

وہ جس کی بے وفائی کا زمانے بھر میں چرچا ہے
ہوئے بدنام ہم بھی اک اسی بدنام کی خاطر

اب یہ آوارگی تج کر جو ہمارے ہولو
ہم سنواریں گے ترے شوق کی ہر نوک پلک
ورنہ چل دیں گے تمہیں چھوڑ ہمیشہ کے لئے
اب کہیں جائے نہیں صبر کا پیمانہ چھلک

گاؤں کے گاؤں لیے جاتی تھی طغیانی بہا
اور برسانے پر تیار تھا پانی یہ فلک

دھیمے سے گاتا گلی سے وہ گزرتا تھا کبھی
ہم بھی لگ جاتے تھے چلمن سے کہ مل جائے جھلک

تم میرے سر کو یونہی زانوں پہ رکھے رہنا
آسماں سے جو چلا آئے مجھے لینے ملک

کوئی درد آشنا بن کہ چھل جائے گا
آستیں میں کبھی سانپ پل جائے گا

اژدہا ایک بیٹھا ہے، دم سادھ کے
سانس لے گا تو ہم کو نگل جائے گا

فیلِ بدمست سا، فرش و در توڑتا
خود تکبر کے شعلوں میں جائے گا

پے بہ پے واری، تیغ کی دھار سی
ضرب لفظوں کی ہے، دم نکل جائے گا
میں رنج سینت کے رکھتی ہوں دل کے طاقوں پر
مسرتوں کی حقیقت ہے مختصر کتنی

تمام درد مری دلبری پہ مائل ہیں
وگرنہ سامنے خستہ تھی رہ گزر کتنی

میں آج روئی ہوں، دو دن سے پل نہ سوئی ہوں
یہ دردمند عدو رکھتے ہیں خبر کتنی

تجھے، رب، دل کی باتیں کہنا چاہوں
تری طرح اکیلا رہنا چاہوں

ہے تنہائی میں طاقت آسمانی
میں سارے وار خود پر سہنا چاہوں

تماشا ہے کناروں کی یہ بندش
کہ بے قابو ندی سی بہنا چاہوں

وہ ہوکر روبہ صحت گھورتا ہے
برے کو تم نے اچھا کر دیا ہے

میں باز آجاتی یک طرفہ وفا سے
مجھے تو نے خدا کیسا گڑھا ہے
نہ آگ اگلو خفا سورج کی صورت
زمیں کے بیچ لاوا پک رہا ہے

اُسے کچھ بھی نظر آتا نہیں ہے
اسے لالچ نے اندھا کردیا ہے

تم تصور کے افق پر چاند سے ہو لو طلوع
میں چکوری بن کے ساری شب گزاروں خواب میں

سن کے اندھیرے کی آہٹ
دھوپ پیلی پڑ گئی

☆☆

(ناول کے تعلق سے)

☆ عابد سہیل

''برف آشنا پرندے'' ایک مشکل، جرأت مندانہ اور دو قطبی ناول ہے اور بظاہر آسان۔

''برف آشنا پرندے''، ایک مشکل اور جرأت مندانہ ناول ہے۔ پامال نظریے، جارگن اور نئی نئی اصطلاحات اس کے پٹ نہیں کھول سکیں گی۔ خوبصورت زبان میں لکھا گیا یہ ناول بے حد کھر درا، حقیقت پسندانہ اور Challenges سے بھرا ہوا ہے۔

ترنم ریاض نے کوئی بات جلدی میں ایک ہی جگہ انڈیل نہیں دی ہے۔ چھوٹے چھوٹے Strokes لگائے ہیں، اشاروں میں بات کی ہے، کنایہ کا سہارا لیا ہے۔ مصنفہ نے نازک باتیں بلکہ سخت باتیں بھی نازک انداز میں بیان کی ہیں۔

انھوں نے تلخ حقائق اور شیریں یادیں بیان اور بیانیے کے ذریعے قاری تک اس طرح پہنچائی ہیں کہ وہ کہیں براہِ راست یادداشت کا حصہ بن جاتی ہیں اور کہیں ناول کی تفہیم میں تحت الشعور سے اثر انداز ہوتی ہیں۔

''برف آشنا پرندے'' کی خالق ترنم ریاض بھی کشمیر کی بیٹی ہیں۔ وہ ایک روشن دماغ اور نامور مصنفہ ہیں تاہم ناول پڑھتے ہوئے یہ دھڑکا ہر وقت لگا رہتا ہے کہ کشمیر سے تعلق خاطر کے سبب ان کے اور شیبا کے درمیانی فاصلے کہیں معدوم نہ ہو جائیں۔ اس کی رغبتیں بہت ہیں لیکن انھوں نے انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیتے ہوئے شیبا کو شیبا ہی رہنے دیا ہے۔

☆ سیّد محمد اشرف

ناول ''برف آشنا پرندے'' اپنے تھیم' پلاٹ' کرداروں' مکالمات' پرندوں' نباتات' مقامات اور مختلف جذبوں کی کیفیات کے باوصف ایک آبی رنگوں کی بڑی تصویر کی بڑی سی تصویر کی طرح نظر آتا ہے جس میں طلوع ہوتے اور غروب ہوتے سورج کی کرنوں نے اس طرح آگ سی لگا رکھی ہے کہ بعض حصے دھوپ کے ٹکڑوں کی طرح روشن نظر آتے ہیں اور کچھ حصے رخصت ہوتی روشنی کے ساتھ اتنے دھندلے ہو جاتے ہیں کہ پس منظر کا حصہ لگنے لگتے ہیں۔ اردو کے قاری کو بہت دنوں سے کسی بڑے ناول کا انتظار تھا۔ ہم عصر جواں سال ادیبوں کے ناولوں میں شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو جو اس ناول کو آئینہ دکھا سکے۔

☆ ڈاکٹر انور سدید لاہور

ترنم ریاض الفاظ کی موسیقی سے زمین حقیقت کی گرہیں کھولتی چلی جاتی ہیں اور اکثر مقامات پر خوشی، غم کے فرغل میں لپٹی محسوس ہوتی ہے۔ ترنم ریاض کے اظہار کی وسعتیں بیکراں ہیں۔۔۔

☆ پروفیسر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی

ترنم ریاض کا تازہ ترین ناول ''برف آشنا پرندے'' اپنے زمانی ومکانی تناظر کی حد تک خطہ کشمیر کے لازوال حسن' اس کی زخم خوردہ روح' قوت تحمل' ماضی کی خوابیدہ گزرگاہوں اور حال میں زندگی کے افق پر نئی تاب وتپش اور معنویت پر مبنی ایک کبھی نہ ختم ہونے والی کہانی ہے۔ ناول کا نام بظاہر اپنی ایک علامتی رمزیت کے باوجود

معاشرتی حقیقت نگاری کے واضح میلان کا نمائندہ اور پریم چند کی قائم کردہ فکشن کی روایت کی ایک توسیع شدہ نئی حسیت اور شعور و آ گہی کا حامل تخلیقی تجربہ ہونے کے سبب اپنی جانب خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرتا ہے۔ بیسویں صدی کی ساتویں اور آٹھویں دہائی میں جن فنکاروں کے ذریعہ مذکورہ روایت کو اردو فکشن میں اعتبار اور وقار حاصل ہوا۔ ان میں ترنم ریاض کے ساتھ سید محمد اشرف کا نام خصوصیت کے ساتھ شامل ہے۔

☆ پروفیسر قدوس جاوید

ترنم ریاض کا ناول ''برف آشنا پرندے'' کشمیری ثقافت کا رزمیہ ہے۔ گردشِ ایام کے ہاتھوں امن و آشتی کی علامت، منفرد اور ہمہ جہت کشمیری ثقافت کی شکست و ریخت کی گم گشتہ صداؤں اور اہلِ کشمیر کے خوابوں اور آرزوؤں کے زخم خوردہ پرندے کن بانجھ فضاؤں میں گم ہو رہے ہیں؟ اور کیوں؟ یہی وہ زندہ اور متحرک سوال ہے جس کی بنیاد پر ترنم ریاض نے کشمیر کی اساطیری روایات، اور ارضی استعارات کی مدد سے اس ناول کے پلاٹ کی تعمیر کی ہے۔

(کچھ کہانیوں کی باتیں)

☆ نیّر مسعود

ترنم ریاض نے اچھے موضوعات کا انتخاب اور لکھنے کے لیے مناسب اسلوب اختیار کیا ہے۔ افسوس کے یہ بنیادی اور بہت ضروری صفت ہمارے یہاں سے ناپید از ہوتی جارہی ہے۔

☆ بلراج کومل

ترنّم ریاض کے افسانوں کے موضوعات، اسلوب اور اظہار کی غیر رسمی تازگی اور سادگی، اور تشکیلی قدرت ان کے فن کے قابلِ ذکر خصائص میں سے چند ایک خصائص ہیں۔

☆ طارق چھتاری

ترنم ریاض ہمارے عہد کی اہم ادیبہ ہیں۔انہوں نے اپنے تخلیقات میں انسانی رشتوں کی پاکیزگی اور دلی، جذبات کے تقدس کو نہایت پُر اثر اور بامعنیٰ انداز میں پیش کیا ہے۔وہ شاعرہ بھی ہیں، اور افسانہ نگار بھی اور ہمدردی کے ساتھ مسائل پر غور و فکر کرنے والی حساس دل انسان بھی۔شاعرانہ طرزِ بیاں، قصہ گوئی کی نزاکتوں کا ادراک اور کامیابی اور ناکامی ، خوشی و غم، اور شکست و فتح کے سمندر میں ڈوبتے کرداروں کی نفسیات اور ان کے احساسات کی عکاسی جیسے عناصر مصنفہ کی ہنر مندی، فنکاری، اور انسان دوستی کے آئنہ دار ہیں۔ترنم ریاض کی انفرادیت یہ ہے کہ ان کے افسانوں کے بیشتر کردار، واقعات اور مناظر سب سے پہلے قاری کے دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔پھر فہم و دانش سے لبریز ہو جانے والے دل سے پھوٹتی شعاعیں اس کے ذہن کو بھی منور کر دیتی ہیں اور خود کو افسانے کا ایک کردار سمجھ کر افسانہ نگار تخلیقی عمل میں شریک ہو جاتا ہے۔یہ فن کی معراج ہے۔اس کسوٹی پر ترنم ریاض کے افسانے پورے اترتے ہیں۔

☆ انور قمر

یوں تو افسانے کا بنیادی اسلوب مروّجہ ہے مگر بعض مقامات پر افسانہ ''کشتی'' اشاراتی اور بالکل آخر کی چند سطروں میں رمزیاتی اسلوب میں لکھے جانے کے سبب

دوہرا لطف دیتا ہے۔

افسانے میں متضاد واقعات پیش کیے گئے ہیں۔ اس بنا پر کرداروں کے متضاد رویے سامنے آتے ہیں۔ مصنفہ کے اس فنی ترکیب کو شعوری یا غیر شعوری طور پر برتنے سے افسانے میں گھٹاؤ اور پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے جو تنقید کے نقطۂ نظر سے ایک اہم خوبی سمجھی جاتی ہے۔

مصنفہ کا مدعا ہے کہ ہماری زندگی مساعد و نامساعد حالات اور سرد و گرم کیفیات سے پُر ہے، جس کے متعینہ عوامل کے پیدا کردہ نتائج پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ غالباً اس مناسبت سے افسانے کا عنوان ''کشتی'' رکھا گیا ہے، جسے تصوّر کی آنکھ سے سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتے دیکھ کر ہم افسانہ نگار کی بات پر صاد کر سکتے ہیں۔

ترنّم ریاض نے بڑی صفائی اور آراستگی سے سیاسی معاشرتی اور اقتصادی عناصر کی کارسازی اور کارفرمائی کے پس منظر میں واقعات پیش کیے ہیں اور زین العابدین کے تاریخی واقعے کو بیان فرما کر ایک اہم فلسفیانہ نکتے کی جانب توجہ دلائی ہے کہ تاریخ کے دھارے پر روک لگانے یا اس میں پھیر بدل کرنے سے گلابہ اور جوہڑ وجود میں آجاتے ہیں!

افسانے کے مرکزی کردار دلّو کی کردار نگاری حقیقی خطوط پر کی گئی ہے۔ اس کے سراپا کے بیان میں بھی خطّے کی اقدار اور رسم کا خیال رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس کے لباس کے آرائشِ زیور کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے کہ دلّو کے اپنے خاندان کی روایت اور ضابطوں کی پابند ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔ افسانہ ''میرا کے شام'' عنفوانِ شباب کو پہنچے۔ بچّوں کی پیچیدہ نفسیاتی کیفیتوں کو سمجھنے اور سمجھانے کے موضوع پر لکھا گیا غالباً پہلا اُردو افسانہ ہے۔ افسانہ نگار کا فنی کمال یہ ہے کہ اُس نے افسانے کو ''کیس'' بنانے سے پہلے ہی ختم کر دیا۔ اِس کامیاب افسانے پر تخلیق کار تہنیت کا مستحق ہے۔

☆ سیّد محمد عقیل رضوی

بھئی کیا کہانی لکھ دی ''شہر'' واہ واہ! شاید اُردو میں یہ پہلی کہانی ہے جو مہانگری نما شہروں سے متعلق ہے۔ مبارک ہو۔

☆ پروفیسر شہاب عنایت ملک، صدر شعبہء اردو، جموں یونیورسٹی

بحیثیت شاعرہ ترنم ریاض اپنی بات کو منفرد انداز میں کہنے کا ہنر بخوبی جانتی ہیں۔ ان کی نظمیں تسلسل اور منظر نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔ مختلف موضوعات پر لکھی گئیں ان کی نظمیں اور غزلیں قاری کے دل پر جمالیاتی کیفیت طاری کر دیتی ہیں۔ ترنم ریاض کی شاعری انسانی ہمدردیوں سے معمور ہونے کے علاوہ محبت اور امن کا پیغام بھی دیتی ہے۔ ترنم ریاض نے اپنی شاعری میں دانش ورانہ تجربات و افکار کو جمالیاتی اور فنی خوبیوں کے ساتھ پیش کیا ہے بقول پروفیسر انور پاشا۔

''ترنم ریاض کی تحریریں ایک انفرادی شناخت رکھتی ہیں ان کی فکشن ہو یا ان کی شعری تخلیقات عصری معاشرے کے جیتے جاگتے مسائل کی ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ بالخصوص تانیثیت کے حوالے سے قارئین پر ایک مثبت اثر رکھتی ہیں''

جہاں تک ترنم ریاض کی افسانہ نگاری کا تعلق ہے اُنہوں نے اُردو دنیا کو چار بہترین افسانوی مجموعے دیے۔ مرارخت سفر ترنم ریاض کا وہ افسانوی مجموعہ ہے جسے اُردو دنیا نے بے حد سراہا۔ اسی مجموعہ پر ابھی حال ہی میں ریاستی کلچرل اکیڈمی نے بہترین کتاب BEST BOOK کے اعزاز سے نوازنے کا اعلان بھی کیا ہے۔ اسے دلی اردو اکادمی نے بھی انعام کے لئے منتخب کیا ہے۔ اُن کے دوسرے افسانوی مجموعوں پر بھی ملک کے کئی سرکاری اور غیر سرکاری اداروں نے انہیں اعزازات و

انعامات سے بھی نوازا ہے۔

☆ محبوب الرحمان فاروقی

ترنّم ریاض بہت دِنوں سے کہانیاں لکھ رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ کم لکھتی ہیں، کم شائع ہوتی ہیں، لیکن حال ہی میں ''آجکل'' میں شائع ان کی کہانی پر عابد سہیل جیسے پختہ افسانوں کے نقاّد بھی جھوم اُٹھے اور انھیں اُردو کے نئے افسانہ نگاروں میں صفِ اوّل میں شمار کرنے لگے تو یہ صرف ان کی خوبصورت تحریر کا روشن پہلو ہے۔(۱۹۹۸ء)

☆ افتخار امام صدّیقی

ترنم ریاض! اپنے ہر افسانے کو کہانی بنا دیتی ہیں جو ہونٹوں ہونٹ سفر کرتی ہے۔ کردار نگاری، منظر نامہ، مکالمہ کاری، سب کچھ، تخلیقی بیانیہ میں اس طرح سمو دیتی ہیں کہ قاری سامع، ناقد، متحیر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے۔ وہ اپنے ہر ساختیہ کو ترقی پسندی جدیدیت اور مابعد جدیدیت سے پرے رکھتی ہیں اور ہر ممکنہ مستقبل کو جی لینے کی کاوش کرتی ہیں۔ نثر میں شاعری جگانا آسان نہیں ہے، وہ اپنے اس منفرد ہنر میں اس لیے کامیاب ہو جاتی ہیں کہ 'شاعرہ' بھی ہیں۔ ان کا ہر دلچسپ وقوعہ، سنجیدگی کی سربراہی میں نقاّدوں کے قلم پر دستک دیتا ہے کہ افسانے کی تنقید، اگر لکھنی ہے تو مجھے پڑھو لکھو اور سمجھو۔

☆☆

مری وادی سے کچھ آراء

ترنم ریاض کے افسانے تخلیقیت کے رنگ

پروفیسر حامدی کاشمیری

---فنی نکتہ نظر سے ان (ترنم ریاض) کے افسانوں میں متکلم (متکلمہ، مشاہد) محض بیانیہ کا کردار ادا نہیں کرتا بلکہ افسانوی تجربے کا ایک جزو لاینفک بن جاتا ہے، وہ ترنم کی افسانوی دنیا میں صرف کرداروں کے رول پر نظر نہیں رکھتا بلکہ افسانوی تجربے کا ایک حساس، فعال اور supportive کردار بن جاتا ہے، وہ عمل، ردِ عمل، مشاہدہ، فکر، کرداروں سے ان کی ارتباطیت، درد و غم، ثقافت اور معاشرت کی جملہ جذبات کی بازدید کا سامان کرتا ہے--

---

پروفیسر مجید مضمر کشمیر یونیورسٹی سرینگر

(گوشۂ ترنم ریاض)

۱۹۸۰ء کے آس پاس کا زمانہ تھا۔ سرینگر میں بعض حضرات کی سرپرستی میں چھوٹی موٹی ادبی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ ان میں نئی نسل کے ادیب اور شاعر بھی شریک ہوتے تھے جن کی تعداد پھر گھٹتے گھٹتے اتنی رہی کہ انہیں انگلیوں پر بھی گننا

ضروری نہیں رہا۔ان ہی محفلوں میں ایک نام تھا ، ترنم.

پھر یہ محفلیں جانے کیا ہوئیں ۔ وقت گزرتا گیا۔اس دوران جہلم میں بہت پانی بہا اوراس کے ساتھ اور بھی بہت کچھ۔ برسوں بعداردو کے ادبی رسائل میں ایک نام نے چونکادیا۔یہ نام بہت جلد مقبول ہوا' ادبی حلقوں میں زیر بحث رہا۔ پھر شاعری اورافسانوں کے مجموعے شائع ہوئے ۔ ناول چھپا' تنقیدی مضامین منظر عام پر آئے اور پھر معلوم ہوا کہ جوترنم ریاض آج اردو کے اکابرین سے اپنے فن کالوہا منوا چکی ہیں وہی فریدہ ترنم ہیں جنہوں نے اپنا ادبی سفر اَسّی کی دہائی میں چھوٹے ادبی حلقوں میں اپنی شرکت سے شروع کیا تھا۔ہم میں سے کئی تھک ہار کر بیٹھ گئے تھےلیکن ترنم ریاض مرحلہ شوق طے کرتی رہیں' یہ جان کر کہ

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

ترنم ریاض اس وقت اردو شاعری خصوصاً اردو فکشن کاایک معروف اور معتبر نام ہے۔اردو دنیامیں ان کی شہرت اور مقبولیت ہمارے لیے باعث افتخار وانبساط ہے اس لیے کہ ریاست کے اردو شاعروں اور ادیبوں کوبچشم کم دیکھنے کا رویہ اردو دنیا میں عام رہاہےاور حکیم منظور کے اس مصرعے میں یہاں کا شاعر یہاں کا ادیب یہ شکوہ کرتا رہاہے کہ

لہو میں ہیں اخروٹ میرے' موسم کی سازشوں سے

یہ صحیح ہے کہ ترنم ریاض کا افسانوی فن اس وقت پروان چڑھا جب وہ وادی سے باہر رہیں۔میدانی علاقوں کی وسعتیں' سمندر کی گہرائی' برگد کی جٹاؤں کا مراقبہ' آموں کا رس اور پپیہوں کی پیہو پیہو ________ یہ سب ترنم ریاض کے فن میں جھلکتا ہےلیکن ان کے داخلی تجربوں کے سرچشموں کا بنیادی تعلق کشمیر کی سیب نکہتوں سے ہے۔کشمیر کی ثقافت ان کی ایسی تخلیقات میں بھی زیریں لہر (Under Current) کی صورت میں نظر آتی ہے جو بظاہر اس سرزمین کے پس منظر میں نہیں ہیں۔سامنے کی مثال ان کا ڈکشن ہےاوراس بارے میں یہ دعویٰ بے جانہیں کہ اردو فکشن ان کے فن کی

بدولت بالکل تازہ اور اچھوتی لفظیات اور نامانوس مگر شیریں اور مترنم لہجے سے آشنا ہوا ہے۔

ترنم ریاض کی اب تک درجن بھر کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں بعض ترجموں کے علاوہ پرانی کتابوں کی خوشبو (شاعری) یہ تنگ زمین (افسانے) ابابیلیں لوٹ آئیں گی (افسانے) یمبرزل (افسانے) مرا رخت سفر (افسانے) مورتی (ناول) برف آشنا پرندے (ناول) فریب خطۂ گل (چار ناویلا) چشم نقش قدم (تنقید) بیسویں صدی میں خواتین کا اردو ادب (تحقیق) شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اردو دنیا کے مقتدر اور معیاری اردو رسائل میں ان کی تخلیقات شائع ہوتی رہی ہیں۔ بعض تخلیقات معیاری انتھالوجیز میں شامل ہیں، بعض کا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہو چکا ہے۔ مختلف اداروں کی جانب سے ان کی کتابوں کے لیے انہیں اعزازات ملے ہیں۔ حال ہی میں جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی کی جانب سے ان کے افسانوی مجموعے، 'میرا رختِ سفر' کو سال کی بہترین اردو کتاب قرار دیا گیا ہے۔ ہم اس کے لیے محترمہ ترنم ریاض کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ 'بازیافت' میں ان کے فن سے متعلق یہ چھوٹا سا گوشہ دراصل کشمیر کی ایک جینوین، معتبر اور ذہین فنکار کی تخلیقی صلاحیتوں کا اعتراف ہے۔

ترنّم کی شاعری، ترتیب، تہذیب اور تحفظ کی آواز

پروفیسر شفیع شوق

۔۔۔ترنّم نے کسی بند، محدود اور سکڑے دائرے میں واضح کیئے گئے دستور العمل کی غلامی اختیار نہیں کی۔ ان کی شاعری میں کہیں بھی آئے دن بدلتے تنقیدی نظریات کا اثر نظر نہیں آتا۔ ان کا اپنا منفرد اندازِ بیان ہے، الگ رنگِ سخن ہے جو کسی اور سے مماثل نہیں ہے۔ ان کے اپنے مشاہدات، احساسات اور تجربات کی ترجمانی میں مطالعے سے محصول متون کا عمل دخل بھی نہیں۔ برِ صغیر کے نہایت دلسوز اور مہیب سیاسی

منظر نامے کی بات ہو یا ملک، بیرون ملک، قوم کے تئیں نفرت اور تعصّبات کے شعلوں میں جھلستی معصومیت پر اپنے مادرانہ ردِ عمل کا اظہار، ترنم نے کسی طے شدہ گروہی مقصد کو پورا کرنے کے لئے قلم نہیں اٹھایا۔۔

پروفیسر شاد رمضان

'وجودیت'

ہم عصر شعری رویّے کی ایک نمائندہ نظم،

۔۔۔نظم میں استعمال ہونے والی علامتیں اپنے اندر ایک تاریخ اور داستان لئے ہوئے ہیں۔ دشت، بیابان، بے رنگ سوکھی بیل، کھنڈر، پاتال سے نکلی ہوئی اجڑی تہذیب، یا ٹوٹا ہوا کتبہ یا کسی تربت کا اک بے نام پتھر، جیسی علامتیں، شاعر کی اندرونی صورتِ حال کے آئینے ہیں جو کہ اصل میں موجودہ دور میں فرد کی بے بسی کے استعارے ہیں، جہاں ترنم ریاض نے گمشدہ شے کی علامت استعمال کر کے نفی میں اثبات کا پہلو تلاش کرنے کی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ترنم ریاض کو نہ صرف زبان پر عبور ہے بلکہ وہ الفاظ کے لسانی، ثقافتی، تہذیبی اور تاریخی پس منظر اور در وبست سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس اعتبار سے بھی زیرِ نظر نظم ہم عصر شعری رویّے کی نمائندہ نظم ہے جسے شاعر نے پُر اسرار اور متحرک پیکروں سے آراستہ کیا ہے۔

ترنّم ریاض کا ایک شعر۔ پروفیسر بشر بشیر

چیزِ دِگر

'میں نے رخسار چھو لیا اپنا۔ تیرے ہاتھوں کی آ گئی خوشبو'

۔۔۔اس ساری بحث کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شعر میں موجودہ

الفاظ اپنے مصداقی معانی سے آزاد اپنا الگ احساساتی علاقہ قائم کرتے ہیں اور شعر میں جس چیز کو خوشبو کا نام یا گیا ہے، وہ دراصل کسی پرانی یاد کا عصری لمس پانے کا نتیجہ ہے، یہی خیال ترنم کی ایک غزل کے شعر میں یوں بیان ہوا ہے۔

بھگونے کو مری آنکھیں ہوا پھر
ترے ہاتھوں کی خوشبو لا رہی ہے

ترنم ریاض وادیء کشمیر سے تعلق رکھنے والی ایسی خاتون تخلیق کار ہے جس کی نثری اور شعری تخلیقات اپنی تاریخی اور عصری آگہی کی بنا پر وسیع تر ادبی حلقوں میں خاصی توجہ حاصل کر چکی ہے۔ بحیثیتِ فکشن نگار ترنم ریاض اردو کے ممتاز ناقدین سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ ان کے کئی ناول اور افسانوی مجموعے اب تک شایع ہو چکے ہیں جنہیں پڑھ کر ادب اور تنقید سے وابستہ معتبر دانشور حضرات ان کے متعلق اپنی واضح رائے قائم کر چکے ہیں۔۔

پروفیسر محمد زمان آزردہ

ترنّم ریاض کی شخصیت، ایک تاثر

۔۔۔میں نے جہاں بھی ان (ترنم) کو سنا ہے، چاہے دلی ہو یا اگرتلہ، بھوپال ہو یا گوا، ممبئی ہو یا کوئی اور شہر، میں نے دیکھا ہے کہ وہاں کے مقامی لوگ ان کو بڑی توجہ سے سنتے رہے ہیں۔ ترنم نے کئی ملکوں کا سفر کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کتابوں سے ملنے والی اطلاعات کے علاوہ بہت کچھ بچشمِ خود دیکھا ہے اور اس طرح ان کے ذہن میں بیک وقت کئی تہذیبوں کے قمقمے ایک ساتھ روشن ہیں۔۔

پروفیسر عزیز حاجنی

ترنّم ریاض، شخصیت کے رنگ

ترنم ریاض ریاستِ جموں و کشمیر کی ایک نمایندہ شخصیت ہیں۔ ترنم جب اردو میں بات کرتی ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ان کی مادری زبان اردو کے سوا کوئی اور زبان نہیں ہو سکتی لیکن جب کبھی وہ کشمیری زبان کا استعمال کرتی ہیں سننے والا ششدر رہ جاتا ہے کہ اتنی سلیس، صاف اور شستہ کشمیری اور ترنم کی زبان سے؟

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ترنّم نے اردو ادبی دنیا میں ایک ایسا مقام پایا ہے جو بہت کم لوگوں کو میسّر ہوتا ہے۔ برِ صغیر ہندو پاک کی اصل شاعری یا فکشن پر کوئی بھی سیمینار یا کانفرنس ہو، ترنم کا ذکر ضرور آتا ہے۔۔۔

پیارے ہتاش

اردو ناول، 'برف آشنا پرندے'

۔۔۔ناول کے صفحات پر اس وقت ایک الگ نکھار آتا ہے جب ان پر صوفی بزرگ شیخ نورالدین نورانیؒ کے شرکوں، (شلوک)، کو زیرِ قلم لایا ہے اور صوفی شاعرہ لل عارفہ (لل دید) کے مشہور واکھوں کا بھی اندراج ملتا ہے۔ وہیں سنت کبیر کے دوہوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ان سب سے ناول نگار کی وسیع معلومات اور مطالعہ کی ترجمانی ہوتی ہے کیوں کہ ناول نگار نے جہاں ستی سر، کلہن پنڈت، راج ترنگنی، نیل مت پُران، دیوی درگا ماتا کا ذکرِ خیر کیا ہے، وہیں دریائے جہلم، وتستا، کشیپ رشی، ناگوں، دریائے راوی، بیاس، ستلج، گنگا، جمنا، سرسوتی، ڈل، ولر، مہاپدم، شہرِ سرینگر، پرور پورہ، پرہاس پورہ، بودھ بھکشوؤں کا وتستا وادی سے کشمیر میں داخل ہونا جیسی چیزوں کو مناسب جگہوں پر زیرِ بحث لایا ہے۔ ناول نگار نے اپنے وسیع انگریزی ادب کے مطالعے کے زیرِ اثر، اوتھیلو اور ایمیلیا جیسے کرداروں کا بھی ذکر کیا ہے۔۔۔

ترنّم ریاض

اسماء شاہ مدیرہ، آش

(ترنّم ریاض سپیشل نمبر)

---ترنم ریاض کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ شاعری، افسانہ نگاری اور ناول نگاری میں بہت اہم کام کر رہی ہیں۔ یہ وہ خاتون لکھنے والی ہیں جو ملکی و بین الاقوامی سطح پر اپنی اہمیت منوا چکی ہیں۔ ان کا ایک ناول 'برف آشنا پرندے' ایک اونچے درجے کا ناول گردانا گیا ہے اور اس پر دنیا کے مشہور و معروف مصنفین و ناقدین نے مضامین لکھے ہیں۔---

---

میر بشیر احمد

ترنّم ریاض کی شاعری کے حوالے سے

---ایک طرف ترنم اپنی روایات کا رنگ نہیں چھوڑ رہیں اور اس خوشبو سے مالا مال ہیں اور دوسرا یہ کہ زمانے کا کرب انہیں بہت ستا رہا ہے۔ انہیں دشمنوں کی فکر بھی ہے اور سرحدوں کی بھی۔ نظموں میں جو عکس ابھرتے ہیں، وہ آفاقی ہیں اور اکثر نظموں میں انسانی کرب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ تخلیقی زبان سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے اور نئی تراکیب اور اسالیب سے ترنم واقف کراتی نظر آتی ہیں۔ انتہائی سادگی اور اختصار کے ساتھ ایک فنی معجزہ تیار کرنا ترنم کی عظمت ہے۔---

---

وحید بانڈے

ترنّم ریاض کی کہانیاں

---اتفاق سے میرے ہاتھ ترنّم ریاض کی کتاب، فریبِ خطہء گل، لگ گئی۔ چار کہانیوں پر مشتمل یہ کتاب میرے مطالعے کا محور اور مرکز بن کر ابھری۔ کشمیر آج کل ایک المناک اور اندوہناک دور سے گزر رہا ہے۔ ٹیلی وژن پر سرینگر سے متعلق حادثات، واقعات اور دردناک حالات کی گونج نے ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے، لیکن 'فریبِ خطہء گل' کا مطالعہ اتنا absorbing ثابت ہوا کہ مجھے اپنے

گردوپیش سے بے نیاز کر کے چھوڑا اور دلچسپی ایک تسلسل اوّل سے آخر تک قائم رہا۔ میرے نزدیک یہ تحریر کے شاندار ہونے کی علامت ہے۔۔۔

ترنّم ریاض میانہِ نظرِ منز

شوکت انصاری

۔۔۔ترنّم ریاض سنز مدبرانہ، مفکرانہ، تہٕ عاءلمانہ ترائے گرائے وچھتھ پیوس بہ فکرن تہ دائرِوم یہ گتھ پانہٕ سےٕ ءتِ زیہ کورِ ہن گوڈِ آسنٕز ضوٗز ورکانہہ بہلہِ پایچ قلم کار۔ ے اءس نہ یہ خبرزِیم چھِ گہر نظر تھاون واجنی اکھ انشاپرداز تہ نثر نگار۔ یہنز کتاب، 'فریبِ خطہٕ گل' پرِتھ آیہ ے ترنّم ریاض سنز اصل شبیہہ برونہہ گن۔ ے چھنہ ترنّم ریاض سنز شاعری پرٕ مژُتہ تاہم چھو میانہ نظر منز ترنّم ریاض سندِس قلمس منز شاعرانہ کتھٕ گرایہ ماران لبنہ یوان۔ یہند لفظہٕ گرت تہٕ جملن ہنزٕ ہندِ حوالہٕ چھو بہ یہ کتھ ونان۔ یہ آخرس پیٹھ گئی میانِ نظر، منزیمن متلق رائے۔ تھ کئی

اگر لاگہ لفظن عرٗضِک تہٕ ساز
کریس زٗل اچھرن ترنم ریاض
اگر بخشِ شارن گتھن ہند مزاز

کریس زٗل اچھرن ترنم ریاض

کئرِتھ چھانٹہ لفظن ہنز، ہاوِ پوٗر
سکِتھ شارِ ژائنِکس، جرِتھ تھاوِ زوٗر
یہ زَن شاعراہ بکِتھ احمد فراز
کریس زٗل اچھرن ترنم ریاض

☆☆☆

تصحیح الاغلاط

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
10	4	لٹکار ہتا رہے	لٹکا رہے
14	17	واللہ عالم بہ ثواب	واللہ اعلم بالصواب
16	15	کے وغیرہ کے	وغیرہ کے
20	9	گرومکھی	گرمکھی
27	1	متلاشی	بس پیاسی
42	15	کے کاٹوں	کاٹوں
89	1	پھول	دو پھول
92	11	کتنے	(کتنی)
104	12	خوستبو	خوشبو
141	11	تیرا	تیری
142	12	ک۔ا	کیا
160	3	تر ی	تیری
167	6	باٹیں	بانٹیں
187	14	یہیں	ہیں
191	13	چاکِ، سینا	دردِ، لینا
191	15	انسان کومت دینا	سہہ کرنہ پڑے جینا
193	18	بزبادنہ	برباد نہ
198	13	خیر	خبر
199	16،10	مصنف، ہوئی	منصف، (ہوں)
211	3	بڑی تصویر کی بڑی	بڑی سی تصویر کی
212	17	ناپیداز	ناپید

BHAADON KE CHAAND TALEY

(Poetry)

by

Dr. Tarannum Riyaz

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com